ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۸ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ
۱۵ اگست ۱۹۵۸ء

قیمت ۵ آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

احکام شریعت کا بیان

وعن ابی ثعلبۃ الخشنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوھا وحرم حرمات فلا تنتھکوھا وحد حدودا فلا تعتدوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا روی الاحادیث الثلثۃ الدارقطنی

حضرت ابو ثعلبۃ الخشنی کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ نے چند باتیں فرض کی ہیں۔ پس تم ان کو ضائع نہ کرو۔ (یعنی ان کو ترک نہ کرو) اور چند چیزیں (خدا نے حرام کی ہیں پس ان کے قریب (بھی) نہ جاؤ۔ اور چند حدود مقرر کی ہیں۔ پس ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور چند چیزوں (کے بیان کرنے میں سکوت اختیار کیا بھول کر نہیں۔ بلکہ دانستہ پس تم ان چیزوں پہ بحث نہ کرو (مذکورہ بالا تینوں حدیثیں دار قطنی میں ہیں۔

جھوٹی حدیث بیان نہ کرو

وعن سمرۃ بن جندب والمغیرۃ بن شعبۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حدث عنی بحدیث یری انہ کذب فھو احد الکاذبین رواہ مسلم۔

حضرت سمرہ بن جندب اور مغیرہؓ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص میری کوئی (ایسی) حدیث بیان کرے۔ جس کی نسبت اس کا خیال یہ ہو کہ وہ جھوٹی ہے۔ تو وہ جھوٹے آدمیوں کا ایک جھوٹا ہے۔

دین کی سمجھ بھلائی ہے

وعن معاویۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی متفق علیہ

حضرت معاویہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کے ساتھ خداوند تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں۔ عطا کرنے والا خدا ہی ہے۔

سونے چاندی کی کان

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس معادن کمعادن الذھب والفضۃ خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا رواہ مسلم۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدمی کان ہیں جیسے سونے چاندی کی کانیں ہوتی ہیں۔ جو لوگ ایام جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں۔ اگر وہ سمجھیں۔

حسد جائز ہے؟

وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا حسد الا فی اثنتین رجل اتاہ اللہ مالا فسلطہ علی ھلکتہ فی الحق ورجل اتاہ اللہ حکمۃ فھو یقضی بھا ویعلمھا متفق علیہ۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو شخصوں پر (یعنی دو خصلتوں پر) حسد کرنا ٹھیک ہے۔ ایک تو اس شخص پر جس کو خدا نے مال دیا اور پھر اس کو راہ حق میں خرچ کرنے کی توفیق (بھی) اور دوسرا وہ شخص جس کو خدا نے علم دیا پس وہ اس علم کے موافق حکم کرتا اور اس کو سکھاتا ہے۔

صدقہ جاریہ

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الا من ثلثۃ من صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو لہ رواہ مسلم

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب انسان مر جاتا ہے۔ تو اس کے عمل (کے ثواب) کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین کا ثواب برابر جاری رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ (جیسے اوقاف یا کنوئیں وغیرہ) علم جس سے نفع حاصل کیا جائے (جیسے کسی کو علم پڑھایا کوئی کتاب لکھی) اور اولاد صالح جو مرنے کے بعد اس کے لئے دعا کرے۔

اعمال صالحہ

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نفس عن مؤمن کربۃ من کرب الدنیا نفس اللہ عنہ کربۃ من کرب یوم القیمۃ ومن یسر علی معسر یسر اللہ علیہ فی الدنیا والآخرۃ ومن ستر مسلما سترہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ المسلم ومن سلک طریقا یلتمس فیہ علما سھل اللہ لہ بہ طریقا الی الجنۃ وما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ ویتدارسونہ بینھم الا نزلت علیھم السکینۃ وغشیتھم الرحمۃ وحفتھم الملٰئکۃ وذکرھم اللہ فیمن عندہ ومن بطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ رواہ مسلم۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کسی مسلمان کو دنیا کی سختیوں اور تنگیوں سے بچائے تو اللہ اس کو قیامت کے دن قیامت کی سختیوں سے بچائے گا۔ اور جس نے کسی تنگ دست کی مشکل کو آسان کیا اللہ دنیا اور آخرت میں اس پر آسانی کرے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کے عیب کو چھپایا اور پردہ پوشی کی۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اور اللہ اس وقت تک برابر بندہ کی مدد کرتا ہے۔ جب تک وہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد کرتا رہتا ہے۔ اور جو شخص علم کی تلاش میں چلتا ہے۔ اللہ اس پر بہشت کے راستہ کو آسان کر دیتا ہے۔ اور جب جمع ہو جاتی ہے کوئی قوم خدا کے گھر (مسجد یا مدرسہ) میں اور کتاب اللہ کو پڑھتی اور پڑھاتی ہے۔ تو اس پر خدا کی تسکین نازل ہوتی ہے۔ اور خدا کی رحمت اس پر چھا جاتی ہے اور فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں۔ اور اللہ اس قوم کا ذکر ان فرشتوں میں کرتا ہے۔ جو اس کے پاس رہتے ہیں۔ اور جس شخص نے عمل میں قصور کیا اس کا نسب کام نہ آئے گا۔

علم کس طرح اٹھا لیا جائے گا۔

وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا متفق علیہ

عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانہ میں) اس طرح نہیں اٹھائے گا۔ کہ لوگوں کے دل و دماغ سے اس کو نکال لے بلکہ علم کو اس طرح اٹھائے گا۔ کہ علماء کو اٹھا لے گا (یعنی علماء وفات پا جائیں گے۔) یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا۔ تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنا لیں گے۔ ان سے (دین کی باتیں) پوچھی جائیں گی۔ اور وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے۔ پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

اللھم لا تجعلنا منھم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۴ | جمعۃ المبارک ۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۵۸ء | شمارہ ۱۴

یومِ استقلال پاکستان

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کا دن ہندو پاکستان کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یہ وہ مبارک دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانانِ ہندوستان کی اکثریت کے مطالبہ کو شرفِ قبولیت بخشا۔ اور ان کو مملکتِ خداداد پاکستان عطا فرمائی۔ اس دن ہم نے انگریز کی غلامی اور ہندو اکثریت کی تنگ نظری سے نجات پائی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

کل ۱۴ اگست ۱۹۵۸ء کو اس مملکت خداداد پاکستان نے بفضلہٖ تعالےٰ اپنی زندگی کے گیارہ سال بخیر و خوبی پورے کر لئے۔ اور آج یہ بارھویں سال میں قدم رکھ رہی ہے۔ اس گیارہ سال کے عرصہ میں پاکستان نے جو ترقی کی ہے اس سے کلیتہً انکار کرنا بہت بڑی بے انصافی ہوگی۔ ہمیں پوری طرح احساس ہے کہ ہم نے برقی قوت۔ کاغذ (سفید اور اخباری) کھانڈ۔ سیمنٹ۔ سوتی۔ اُونی اور ریشمی کپڑا۔ شیشے اور چینی کے برتن۔ ٹیلیفون کا سامان اور دوسری بے شمار اشیاء اپنے ملک میں تیار کرنے کے لئے لا تعداد کارخانے بنائے اور چالو کئے۔ آئندہ کے لئے مزید کارخانے بنانے کی سکیمیں تیار کیں۔ نئے اسکول اور کالج کھولے۔ یونیورسٹیاں بنائیں۔ پل تعمیر کئے۔ بند باندھے۔ عمارتیں اور سڑکیں بنائیں۔ غرضیکہ ہم نے بہت کچھ کیا۔ لیکن ہمیں معاف کیا جائے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ہم نے یہ ساری ترقی اپنی آزادی جیسی بیش بہا نعمت کو دشمنانِ اسلام کے ہاتھوں فروخت کرکے حاصل کی ہے۔ ہماری رائے میں غیروں کا دست نگر بن کر ترقی کرنے سے ترقی کے بغیر زندگی بسر کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اس کے متعلق سعدیؒ نے خوب کہا ہے ؎

حقا کہ باعقوبتِ دوزخ برابر است
رفتن بپائے مردیِ ہمسایہ در بہشت

دوسری چیز جو حقیقت شناس آنکھوں کو نظر آرہی ہے۔ وہ اس ترقی میں عوام کے خون اور آہوں کی آمیزش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صاحب دل حضرات اس ترقی پر چنداں خوش نہیں ہیں۔ کیونکہ اس کا فائدہ صرف چند سرمایہ داروں اور حکومت کے بڑے بڑے عہدہ داروں کو پہنچ رہا ہے۔ اگر وہ اسلام کی تعلیم سے آراستہ ہوتے تو یہ دولت ان کی دُنیا اور آخرت دونوں کو سنوارنے کا ذریعہ بن جاتی۔ لیکن بدقسمتی سے وہ دولت کے نشہ میں مخمور ہوکر اللہ تعالےٰ سے باغی ہوگئے ہیں۔ اس ترقی کے باوجود عوام پہلے سے زیادہ مالی مشکلات میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ وہ ہوش ربا گرانی کے بوجھ تلے پسے جا رہے ہیں۔ اور یہ سب ظلم و ستم برداشت کر رہے ہیں۔ اور دم بخود ہیں۔ سرمایہ دار اور حکومت دونوں ان کی خاموشی سے یہ سمجھنے لگے ہیں کہ شاید وہ اپنی موجودہ قابل رحم حالت پر راضی ہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ وہ بے بس ہیں۔ لیکن ان کی آہیں بارگاہِ الٰہی میں پہنچ رہی ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ ان کی آہیں کہیں سرمایہ دار اور حکومت کے خرمنوں کو خاکستر نہ بنا دیں۔ ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دُعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

یہ تصویر کا ایک رُخ ہے جس میں ظاہری چمک کے باوجود کچھ سیاہ داغ نظر آرہے ہیں۔ تصویر کا دوسرا رُخ اس سے بھی زیادہ بدنما اور تاریک ہے۔ قارئینِ کرام کو یاد ہوگا کہ آئین کی منظوری کے بعد مملکت خداداد پاکستان ۲۳ مارچ ۱۹۵۸ء سے جمہوریہ اسلامیہ پاکستان بن چکی ہے۔ قرار دادِ مقاصد اس کے آئین میں شامل ہوچکی ہے۔ آئین میں ہم کتاب و سُنّت کے مطابق زندگی بسر کرنے کا تہیّہ کرکے اس امر کا اعلان بھی کرچکے ہیں۔ انگریز کے وضع کردہ قوانین کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کے لئے ہم ایک لاء کمیشن کی تشکیل کرچکے ہیں۔ یہ سب اقدامات صاف بتلا رہے ہیں کہ ہم نے اپنی منزلِ مقصود تو متعین کرلی ہے۔ لیکن طاغوتی طاقتوں کے ڈر سے اس منزل کی طرف بڑھتے ہُوئے ہمارے قدم ڈگمگانے لگے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں ساری بُرائیاں صرف موجود ہی نہیں بلکہ پنپ رہی ہیں۔ شراب نوشی۔ ریس اور جُوا سنیما۔ زنا۔ قتل و غارت۔ ڈاکہ اور چوری سب جرائم ترقی پذیر ہیں۔ ارکان اور شعائرِ اسلام کی توہین بدستور ہو رہی ہے ابھی تک انگریز کا بنایا ہُوا غیر اسلامی قانون رائج ہے۔ غرضیکہ آئین کی منظوری کے بعد ہم نے کتاب و سُنّت کے احیاء کے لئے کوئی عملی اقدام نہیں کیا۔ یہ صورتِ حال بیحد افسوسناک اور حوصلہ شکن ہے۔ لیکن ہمیں اللہ تعالےٰ پر کامل یقین ہے۔ کہ جب اس نے ہمیں اپنی منزلِ مقصود متعیّن کرنے کی توفیق ارزانی فرمائی تو وہی اپنی رحمت سے ہمارے ڈگمگاتے ہوئے قدموں کو بھی تھام لے گا ؎

ڈگمگاتے ہیں گرے جاتے ہیں تیرے ناتواں
اے تری رحمت کے صدقے تھام لے بڑھ کر ہمیں

عام انتخابات کے انعقاد کا مسئلہ بھی بے حد حوصلہ شکن ہے۔ پاکستان بننے کے گیارہ سال اور آئین کی تکمیل اور جمہوریہ اسلامیہ کے اعلان کے تقریباً ڈھائی سال گزر جانے کے باوجود ابھی تک اس بدقسمت ملک میں عام انتخابات کا مسئلہ حل نہیں ہوسکا۔ ہمارا برسرِ اقتدار طبقہ پہلے تو عام انتخابات نومبر ۱۹۵۸ء میں کرانے کی رٹ لگاتا رہا۔ لیکن اب ۱۵ فروری ۱۹۵۹ء کو عام انتخابات کرانے کا فیصلہ کرچکا ہے۔ ہمیں تو اب یہی خدشہ ہے کہ شاید انتخابات ۱۵ فروری ۱۹۵۹ء کو بھی نہ ہوسکیں۔ باقی صفحہ ۱۸ پر

فحاشی و بےحیائی کی تربیت گاہ

سنیما

(از قلم شاعرِ ملّت جناب عبد الرحیم صاحب جاوید الٰہ آبادی)

ہے سنیما یا بُتانِ آذری کی ہے نمود — یا سنیما ہے سراپا گرمیٔ عیش و سرود
دشمنِ اخلاقِ انساں ہے سنیما بیگماں — ہم میں پیدا کر رہا ہے یہ تباہی کے نشاں
خاکِ ذلّت میں ملا دیتا ہے یہ قومی وقار — دامنِ شرم و حیا کو کر رہا ہے تار تار
ہم کو دیتا ہے یہ درسِ فاحشات و منکرات — یہ بڑھاتا جا رہا ہے حادثات و مشکلات
بیچتا ہے یہ ہماری غیرت و شرم و حیا — ہے سکھا دیتا یہی کذب و دغا مکر و ریا
ہم کو کر دیتا ہے ہر اک عیب میں یہ مُبتلا — درس دیتا ہے ہمیں بدکاریوں کا برملا
ہو کے عُریاں رقص کرتی ہے اسی میں شیطنت — اس کے ہاتھوں سے ہُوئی ہے جاں بلب انسانیت
ہم کو کرتا ہے یہی آمادۂ فسق و فجور — قوم کو کرتا یہی ہے نشۂ غفلت میں چور
آتشِ شہواتِ نفسانی کو بھڑکاتا ہے یہ — کارِ شیطانی پہ انسانوں کو اُکساتا ہے یہ
قوم کو کرتا یہی ہے محوِ طاؤس و رباب — اس سے حاصل کچھ نہیں ہوتا سوائے اضطراب
شک نہیں کچھ یہ بجھا دیتا ہے ایماں کا چراغ — قوم کے حق میں یہی ہے زہرِ قاتل کا ایاغ
پیدا ہوتا ہے سروں میں اس سے مغرب کا جنوں — اس سے تعدادِ جرائم ہوتی جاتی ہے فزوں
غربت و افلاس میں اس نے کیا ہم کو اسیر — چند سکّوں کے عوض ہم بیچ دیتے ہیں ضمیر
دینِ حق سے ہم کو بے بہرہ بنا دیتا ہے یہ — قعرِ ذلّت میں مسلماں کو گرا دیتا ہے یہ
نونہالانِ وطن میں ہائے یہ آوارگی — اے مسلماں ہے یہی تو باعثِ مرگِ خودی
اے مسلماں تو سنیما دیکھنے سے باز آ — آج اپنے آپ کو تو نارِ دوزخ سے بچا
تیری بربادی کا میں نقشہ دکھا سکتا نہیں — "آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں"

"محوِ حیرت ہوں کہ دُنیا کیا سے کیا ہو جائے گی"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ مطابق ۸ر اگست ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنے والی دنیا کی زندگی میں لوگوں کی نظروں میں ذلیل کرنے والی اور آخرت میں انسان کا ٹھکانا دوزخ میں بنوانے والی رُوحانی بیماری خیانت ہے۔ قرآن مجید میں اس سے بچنے کی تلقین

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝) سورہ الانفال رکوع ۳ پارہ ۹

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو۔ اور آپس کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

مرض خیانت کے نتائج

جو شخص مرض خیانت کا مریض ہوگا۔ اس کی اس بیماری کا اثر مندرجہ ذیل صورتوں میں ظاہر ہوگا۔ (۱) حقوق اللہ میں خیانت (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں خیانت (۳) والدین کے حقوق میں خیانت۔ (۴) بیوی اور اولاد کے حقوق میں خیانت۔ (۵) رشتہ داروں کے حقوق کے ادا کرنے میں خیانت (۶) عام مسلمانوں کے حقوق کے ادا کرنے میں خیانت (۷) حیوانات کے حقوق ادا کرنے میں خیانت وغیرہ وغیرہ۔

مرضِ خیانت کی وضاحت کے لئے ایک مثال

جس طرح (اگر خدانخواستہ) کسی شخص کا دماغ خراب ہو جائے۔ تو پھر وہ ہر شخص کے ساتھ خلاف انسانیت سلوک کرتا ہے نہ یہ دیکھتا ہے کہ یہ میرا باپ ہے۔ نہ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ یہ میری ماں ہے نہ یہ خیال کرتا ہے کہ یہ میری بہن یا بیٹی ہے۔ اسی طرح مرض خیانت کا مریض ہر ایک کے تعلق میں اپنی خیانت کا ثبوت دیتا ہے۔

تینوں جگہ خیانت کا اعلان

مذکورۃ الصدر آیت میں اللہ تعالےٰ نے یہ واضح کر دیا ہے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ کے حقوق کے ادا کرنے میں بھی خیانت کرتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو متعلقہ حقوق ہیں ان میں بھی خیانت کرتا ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے پر جو ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں اُن میں بھی خیانت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق جو دل میں عقیدے رکھنے چاہئیں ان میں اکثر مسلمان خائن ہیں۔ مثلاً عقیدہ توحید وایمان میں شرک اور کفر ملا ہوا نظر آتا ہے

عقیدہ توحید میں شرک کی ملاوٹ کی سات شہادتیں

باوجودیکہ اللہ تعالےٰ کو ایک خدا مانتا ہے۔ مگر عملاً پھر بھی اسی قسم کا تعلق غیر اللہ سے بھی رکھتا ہے۔ اس لئے اس کے عقیدۂ توحید میں نادانستہ طور پر شرک مل جاتا ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ مسلمان کو عموماً قرآن مجید کی تعلیم نصیب نہیں ہوتی۔ ہاں جن خوش نصیب انسانوں کو قرآن مجید کی تعلیم نصیب ہو جاتی ہے۔ اُن کے سینوں میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے توحید کا نور آپ خالص پائیں گے۔ اور اس قسم کے لوگ مسلمانوں کی آبادی میں بہت کم پائے جاتے ہیں۔

سات شہادتیں

پہلی

(اَیُشْرِكُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ پارہ ۹

ترجمہ۔ کیا ایسوں کو شریک بناتے ہیں۔ جو کچھ بھی نہیں بنا سکتے۔ اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ہر چیز کے بنانے کی توفیق تو فقط ایک اللہ تعالےٰ کو ہے۔ دوسرا کوئی کچھ بھی نہیں بنا سکتا۔ پھر ایسے عاجزوں کو قادر مطلق خدا تعالےٰ کے درجہ پر لے آنا۔ یہ کبھی صحیح ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں لہٰذا ثابت ہُوا۔ کہ معبودِ حقیقی فقط ایک اللہ تعالےٰ کی ذات ہی ہو سکتی ہے۔

دُوسری

(اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۵ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اُنہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے۔ اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی۔ حالانکہ اُنہیں حکم یہی ہُوا تھا۔ کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اور تو دُور رہے ان اہل کتاب نے اپنے علماء اور اپنے درویشوں کو خدائی درجہ دے رکھا ہے۔ جس طرح اللہ تعالےٰ کو اپنی پیدا کردہ چیزوں میں سے اپنے بندوں کے لئے کسی کو حلال اور کسی کو حرام کرنے کا حق ہے۔ اسی طرح یہ اپنے علماء اور درویشوں کو بھی یہ حق دیتے ہیں کہ جس چیز کو حلال کر دیں وہ حلال ہے۔ اور جس کو حرام کہیں وہ حرام ہے

تیسری

(وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ وَیَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝) سورہ یونس رکوع ۲ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور اللہ کے سوا اس چیز کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکے اور نہ انہیں نفع دے سکے۔ اور کہتے ہیں اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہیں۔ کہہ دو

کیا تم اللہ کو بتلاتے ہو جو اسے آسمانوں میں اور زمینوں میں معلوم نہیں۔ وہ پاک ہے اور ان لوگوں کے شرک سے بلند ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے شرک کرنے کا اعلان فرما رہا ہے۔ اور اس عاجز نے ان شہادتوں سے بھی ثابت کیا ہے کہ انسانوں میں عام طور پر شرک موجود ہے۔ جس کے دُور کرنے کی کوشش کرنا ہر عقلمند مسلمان کا فرض ہے۔

چوتھی

(اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝)

سورہ النحل رکوع ۱ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ اللہ کا حکم آ پہنچا۔ تم اس میں جلدی مت کرو۔ وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شرک سے بیزاری کا اعلان فرما رہا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے شریک بناتے ہیں۔

پانچویں

(خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝) سورہ النحل رکوع ۱ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے۔ وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

یعنی

یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے شریک بنا لیتے ہیں۔ وہ ان کے تجویز کردہ سب شریکوں سے پاک ہے۔

چھٹی

(مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝) سورۃ المومنون رکوع ۵ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اللہ نے کوئی بھی بیٹا نہیں بنایا۔ اور نہ اس کے ساتھ کوئی معبود ہی ہے اگر ہوتا تو ہر خدا اپنی بنائی ہوئی چیز کو الگ لے جاتا۔ اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا۔ اللہ پاک ہے۔ جو یہ بیان کرتے ہیں۔ غائب اور حاضر سب کا جاننے والا ہے۔ وہ بہت بلند ہے۔ اس سے۔ جسے یہ شریک بناتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ خدا ایک ہی ہے۔ ورنہ اس جہان کو کئی بنانے والے ہوتے۔ تو ہر ایک ان میں اپنی اپنی مخلوق کو لے کر بیٹھ جاتا۔ اور پھر ان حالات میں ایک دوسرے پر چڑھائیاں بھی کرتے اور اس حالت میں کبھی دنیا کا نظام اس امن و امان سے نہ چلتا۔ جس طرح اب چل رہا ہے۔ زمین اور آسمان کی تمام قوتیں اپنی اپنی جگہ پر اس خاص نظام کے ماتحت اپنا اپنا کام کر رہی ہیں۔ اسی نظام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا منتظم کوئی ایک ہی ہے اور اسی کا نام نامی عربی زبان میں اللہ جل شانہٗ اور فارسی میں خدا تعالیٰ ہے۔ وما علینا الا البلاغ

ساتویں

(وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝) سورہ القصص رکوع ۷ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ اور تیرا رب جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ اور جسے چاہے پسند کرے۔ انہیں کوئی اختیار نہیں ہے۔ اللہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں "یعنی تخلیق و تشریع اور اختیار مذکور میں حق تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ لوگوں نے اپنی تجویز و انتخاب سے جو شرکاء ٹھہرا لئے ہیں سب باطل اور بے سند ہیں۔"

حاصل

یہ ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ایک اللہ تعالیٰ ہے۔ اور جس کو چاہے پسند کرے۔ مثلاً ایک آدمی نیکی کا ایک کام کرتا ہے۔ جو بظاہر بڑا ہی اچھا اور قابل قبول ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ یہ شخص لوگوں میں نام و نمود حاصل کرنے۔ اور لوگوں کی زبان سے واہ واہ اور شاباش لینے کے لئے کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی اس نیکی کی کوئی قیمت نہیں ہوگی اور نہ ہی اسے کوئی اجر ملے گا۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس ریاکاری کے باعث اسے سزا ملے۔ اس کے بالمقابل ایک مخلص اللہ تعالیٰ کا بندہ پہلے کی نسبت بیسواں حصہ نیکی کے کام میں حصہ لیتا ہے۔ اور اس کے دل میں فقط رضائے الٰہی حاصل کرنا مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اخلاص کی کثرت سے اس کے عمل کو قبول بھی فرمائے گا اور مناسب اجر بھی دے گا۔

کفر بھی اللہ تعالیٰ کے حق میں خیانت ہے

کفر بھی اللہ تعالیٰ کے حقوق میں ایک بہت بڑی خیانت ہے۔ جو شخص زبان سے تو یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا ہر حکم مانتا ہوں۔ اور جب حکم ملے۔ تو اس پر عمل کرنے سے انکار کر جائے۔ اسی کا نام کفر ہے جس طرح پنجاب میں مسلمانوں کے کئی خاندان اپنے ایماندار ہونے کے دعویدار ہیں۔ مگر تقسیم میراث میں صاف طور پر کہہ دیتے ہیں کہ ہم اسلامی قانون پر عمل نہیں کریں گے۔ بلکہ رواج پر عمل کریں گے۔ ایسے لوگ احکام الٰہی سے صاف انکار کرنے کے باعث خائن ہیں۔

انسان کے کفر والی خیانت پر چار شہادتیں

پہلی شہادت

(وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝)

سورہ عبس پارہ ۳۰

ترجمہ۔ اور کچھ چہرے اس دن ایسے ہونگے کہ ان پر گرد پڑی ہوگی۔ ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی۔ یہی لوگ ہیں منکر نافرمان۔

حاصل

یہ آیت صاف طور پر واضح کر رہی ہے کہ بعض انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کے ماننے سے انکار کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

دوسری

(وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ۝)

سورہ الرعد رکوع ۶ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور ان سے پہلے لوگ بھی تدبیریں کر چکے ہیں۔ سو اصل تدبیر تو اللہ ہی کی ہے۔ جو کچھ کوئی کرتا ہے۔ اسے سب خبر رہتی ہے۔ اور ابھی کافروں کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ نیک انجام کس کا حصہ ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فرمان کے مقابلہ میں خفیہ تدبیریں کیا کرتے تھے۔ تاکہ وہ کامیاب ہو جائیں اور اللہ تعالےٰ کے فرامین بروئے کار نہ آسکیں۔ مگر اللہ تعالےٰ ان کی ناپاک کوششوں پر قابو پا لیتے تھے۔ اور وہ مخالف تدبیریں کرنے والے خائب وخاسر اور نامراد رہتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو . . . . تو ہر انسان کے ہر عمل حیات پر اطلاع ہوتی ہی رہتی ہے۔ لہٰذا احکامِ الٰہی کی مخالفت کرنے والے بدبخت کب کامیاب ہو سکتے تھے + اور ارشاد فرما رہے ہیں۔ کہ موجودہ زمانے کے کافروں کو بھی پتہ لگ جائے گا۔ کہ نیک انجام کس کا ہوتا ہے۔ کیا یہ بدبخت کامیاب ہوتے ہیں یا اللہ جل شانہٗ اپنے پاکیزہ ارادوں میں کامیاب ہوتا ہے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کی کیا ضرورت ہے۔

تیسری

(وَعَدَ اللّٰہُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْکُفَّارَ نَارَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا ط ھِیَ حَسْبُہُمْ ج وَلَعَنَہُمُ اللّٰہُ ج وَلَہُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں جو لوگ منافقانہ یا کافرانہ چال چلتے ہیں۔ ان کے لئے دوزخ کا داخلہ۔ اور وہاں ہمیشہ رہنے۔ اور ان پر لعنتِ الٰہی کے پڑنے کا اعلان کیا گیا ہے + اللّٰھم لاتجعلنا منھم۔ آمین یا اللہ العالمین

چوتھی

(یٰٓاَیُّہَا النَّبِیُّ جَاہِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْہِمْ ط وَمَاْوٰىہُمْ جَہَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوْا ط وَلَقَدْ قَالُوْا کَلِمَۃَ الْکُفْرِ وَکَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِہِمْ وَہَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا ج وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىہُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ ج فَاِنْ یَّتُوْبُوْا یَکُ خَیْرًا لَّہُمْ ج وَاِنْ یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْہُمُ اللّٰہُ عَذَابًا اَلِیْمًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ج وَمَا لَہُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝

سورہ التوبہ رکوع ۱۰ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اے نبی کافروں اور منافقوں سے لڑائی کر۔ اور ان پر سختی کر۔ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا۔ اور بیشک انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے۔ اور مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے۔ اور انہوں نے قصد کیا تھا۔ ایسی چیز کا جو نہیں پا سکے۔ اور یہ سب اسی کا بدلہ تھا۔ کہ انہیں اللہ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے دولتمند کر دیا۔ سو اگر وہ توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہے۔ اور اگر وہ منہ پھیرلیں تو اللہ انہیں دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا۔ اور انہیں روئے زمین پر کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں ملے گا۔

حاصل

اس چوتھی شہادت کا یہ ہے کہ کفار اور منافقین چونکہ اللہ تعالےٰ کے باغی ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ جنگ کی جائے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی مملکت میں رہتے ہوئے بھی جب ان سے جنگ کی جا رہی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ دنیا میں یوں ذلیل کئے جا رہے ہیں۔ اور آخرت میں ایسے لوگوں کے حق میں دوزخ کے داخلہ کا اعلان ہو رہا ہے۔ اگرچہ یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل کرنا چاہتے ہیں مگر موتھوں سے کلمات کو نکالنے کے باعث اللہ تعالیٰ انہیں دائرہ اسلام سے خارج کر چکا ہے۔ اگر صدق دل سے توبہ کریں تو اللہ تعالےٰ معاف فرما دیگا۔ اور اسی حالت پر قائم رہے تو دنیا میں بھی دردناک عذاب (یعنی سزا) میں مبتلا ہوں گے۔ اور آخرت کا عذاب بھی چکھیں گے۔

خیانت نفاق

منافق مسلمانوں ہی میں شامل ہوتا ہے مگر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اسلام کی خیر خواہی کا جذبہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر مخلص مسلمانوں کو عزت اور برکت نصیب ہو تو دل میں کڑھتا ہے اور تکلیف پہنچے تو خوش ہوتا ہے۔ انسان اللہ تعالےٰ کے حقوق میں جو خیانتیں کرتا ہے۔ ان میں سے ایک نفاق کی خیانت بھی ہے۔ اس خیانت کے متعلق قرآن مجید سے تین شہادتیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی

(بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَہُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا ۝ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ط اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَہُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِہَا وَیُسْتَہْزَاُ بِہَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَہُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖٓ ز اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُہُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ فِیْ جَہَنَّمَ جَمِیْعًا ۝) سورہ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵

ترجمہ۔ منافقوں کو تو خوشخبری سنا دے۔ کہ ان کے واسطے دردناک عذاب ہے۔ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ کیا ان کے ہاں سے عزت چاہتے ہیں۔ سو ساری عزت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔ اور اللہ نے تم پر قرآن میں حکم اتارا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں پر انکار اور مذاق ہوتا سنو تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو۔ یہاں تک کہ کسی دوسری بات میں مشغول ہوں۔ ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے۔ اللہ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے والا ہے۔

حاصل

ان آیاتِ مبارکہ سے جو چیزیں برآمد ہوتی ہیں۔ وہ ملاحظہ ہوں۔ (۱) منافق وہ ہیں جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی رکھتے ہیں۔ ماشاء اللہ تعالیٰ پاکستان تو اب گیارہ سال سے بنا ہے۔ اس سے پہلے جب ہمارے ملک میں گورنمنٹ برطانیہ کا تسلط تھا۔ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت تھی جو مسلمانوں کے مفاد کی بجائے انگریز کے مفاد کو نمبر اول پیش نظر رکھتے تھے۔ اگر مسلمانوں کی کسی آزادی پسند جماعت یا کسی زندہ دل۔ اسلام کے فدائی۔ اسلام کی سربلندی کے خواہاں مسلمان کی کوئی

نقل و حرکت گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف ہوتی تھی تو اگر وہ جماعت ہے تو اس کو کچلنا۔ اور اگر کوئی شخص ہے تو اسے جیلخانہ بند کرانا - یہ ان مسلمانوں کا نصب العین زندگی تھا - ورنہ انگریز خود براہ راست ہمارے جلسوں میں یا ہماری جمعہ کی مساجد یا ہماری نجی مجالس میں کب شریک ہوتا تھا۔ ہمارے مسلمان بھائی ہی تھے جو انگریز کے جھنڈے کو تھامے ہوئے تھے - تاکہ کہیں وہ سرنگوں نہ ہو جائے - اور جب انگریز پر کوئی مصیبت آ جاتی تھی اور میدان کارزار گرم ہوتا تھا - اور انگریز کے جھنڈے (یونین جیک) کو سربلند رکھنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگتی تھی - پھر گجرات - سرگودہا - شاہ پور - کیمل پور - جہلم - راولپنڈی کے ۶ - ۶ فٹ کے قوی ہیکل - تنومند شیر کی طرح بے جگری سے لڑنے والے انہیں اضلاع کے نوجوان بھرتی ہو کر جاتے تھے اور اس بھرتی کے صلہ میں ہمارے ہی اونچے طبقہ کے مسلمان غریبوں کے بچوں کو لالچ دے دے کر بھرتی کرا کر خود تمغے اور القاب حاصل کیا کرتے تھے - کیا ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۷ء تک جو جنگ انگریز نے ٹرکی سے لڑی تھی کیا اس جنگ میں ان اضلاع کے بہادر اور شیر دل جوان لڑنے کے لئے پنجاب سے نہیں گئے تھے؟ اور پھر ان خدمات کے صلہ میں ہمارے نمائندوں کو سرکاری القاب سے نہیں نوازا گیا تھا -

مدینہ منورہ کے منافق

بھی تو یہی کام کیا کرتے تھے - کہ جب اسلام پر نازک وقت آتا تھا تو بجائے اسلام کی حمایت کے کفر کی حمایت کیا کرتے تھے

مذکورۃ الصدر گناہ کے مجرم

مسلمانوں سے عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ زندہ ہیں تو اس گناہ سے فوراً توبہ کرو - کہ اے اللہ ہم نے تیرے پاک مذہب اسلام کی بجائے اپنی دنیاوی اغراض اور دنیاوی اعزازات اور چند پیسوں کی خاطر کفر کی ساری عمر حمایت کی تھی - اے اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے - ساری عمر کے ہمارے گناہ معاف فرما دے - آئندہ اگر کبھی اسلام اور کفر کی ٹکر ہوئی تو سر دھڑ کی بازی تیرے اسلام کے جھنڈے کی سربلندی کے لئے لگائیں گے - خواہ وہ ٹکر حکومت برطانیہ ہی سے کیوں نہ ہو - برطانیہ بھی بالفرض پاکستان پر حملہ کریگا - تو ہم اپنے پاکستان کی حفاظت کے لئے ہر کافر سے نبرد آزما ہونیکے لئے تیار ہونگے -

اور جو کفر کی حمایت

میں مسلمانوں (مثلاً ترکوں) کے ساتھ لڑتے لڑتے مر گئے ہیں - ان کی قبر کی حالت کسی ولی کامل - صاحب دل - جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عالم ملکوت کے حالات (جن میں سے ایک کشف قبور بھی ہے) کے دیکھنے کی باطنی آنکھیں عطا فرمائی ہوئی ہیں - انہیں ان لوگوں کی قبروں پر لیجا کر دکھائیے - اور ان سے دریافت کیجئے کہ انگریز کے جھنڈے کی سربلندی کے لئے اپنے سر کٹوانے والوں کی قبریں جنّت کا باغ ہیں یا دوزخ کا گڑھا ہیں -

دوسری

(اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ) النساء

ترجمہ - منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں - اور وہی ان کو فریب دے گا - اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں - تو سست بن کر کھڑے ہوتے ہیں - لوگوں کو دکھاتے ہیں - اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں

حاصل یہ ہے کہ منافق اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہیں آتے - بلکہ اپنے کسی مقصد کے لئے مسجد میں حاضر ہو کر نماز میں شامل ہو جاتے ہیں -

اس کی تائید میں ایک واقعہ

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کے لئے ایک مسلمان بھائی سے رشتے کا مطالبہ کیا - اس شخص نے جواب دیا - کہ میں تمہیں رشتہ دینے سے معذور ہوں - ایک وجہ تو یہ ہے کہ تمہارا لڑکا نماز نہیں پڑھتا - اور دوسری یہ کہ داڑھی نہیں رکھتا - لڑکے کے باپ نے بیٹے کو یہ دونوں باتیں کہدیں - لڑکے نے اسی دن سے نماز بھی شروع کر دی اور نماز پڑھنے کے لئے بھی اسی مسجد میں جائے - جہاں اس کا ہونے والا سسر نماز پڑھتا تھا - اور داڑھی منڈانی بھی چھوڑ دی - کچھ دنوں کے بعد لڑکے کے باپ نے لڑکی کے باپ سے پھر رشتہ کا مطالبہ کیا اور کہا - کہ دیکھ لیجئے - میرے لڑکے نے آپ کی دونوں شرطیں مان لی ہیں اور ان پر عملدرآمد بھی شروع کر رکھا ہے - چنانچہ دونوں شرطیں پوری ہونے کے باعث لڑکی کے والد نے رشتہ دینا منظور کر لیا - جب لڑکے کی شادی ہو گئی - دوسرے دن داڑھی بھی منڈا دی اور نماز بھی چھوڑ دی - کہ بس شادی کے لئے یہ دو شرطیں تھیں - سو وہ ہو گئی - اب خود فیصلہ کیجئے کہ اس لڑکے کی نمازیں مدینہ منورہ کے منافقوں کی طرح دکھلاوے کے لئے نہیں تھیں؟

تیسری (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ○ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ○ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ○)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ اے ایمان والو - مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست مت بناؤ - کیا تم اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام لینا چاہتے ہو - بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہونگے اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہیں پائے گا - مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی - اور اللہ کو مضبوط پکڑا - اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا - تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں - اور اللہ جلدی ایمان والوں کو بہت بڑا ثواب دے گا -

یہ آیت آج کل سمگلنگ کرنیوالوں

پر چسپاں ہوتی ہے - کہ ضروریات زندگی کی چیزیں اپنے پاکستانی مسلمان بھائیوں سے چھین کر اور حکومت پاکستان کے امتناعی احکام کی بھی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھارت میں پہنچاتے ہیں - اور سمگلنگ کرنے والے سب مسلمان ہی ہیں اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے تاکہ دنیاوی نفع کے لئے اپنے ایمان کو خراب نہ کریں - اور پاکستانی مسلمانوں کی بد دعائیں نہ لیں - وما علینا الا البلاغ -

تین شہادتیں کافی ہیں

میرے خیال میں موجودہ پاکستانی مسلمانوں کے اندر روحانی مرض نفاق بھی موجود ہے جس کے متعلق قرآن مجید سے بطور شہادت تین مقامات پیش کر چکا ہوں یہ لوگ بھی اللہ تعالےٰ کی نظریں خائن ہیں - اللہ تعالےٰ ان کو توبہ کی توفیق عطا

فرمائیے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مذکور الصدر خیانت

جس کا ذکر آپ سُن چکے ہیں۔ وہ فقط اعتقادات کے متعلق تھی۔ کہ اعتقادات میں انسان تین قسم کی خیانت کرتا ہے۔ توحید میں شرک۔ ایمان میں کفر۔ اخلاص میں نفاق ملا دیتا ہے۔ اب اس خیانت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

جس کا تعلق اعمال سے ہے

اعمال کی پھر دو قسمیں ہیں۔ پہلی اوامر جن کے کرنے کا حکم ہے۔ دوسری نواہی جن کے نہ کرنے کا حکم ہے۔ آپ غور کریں گے۔ تو اکثر افراد انسانی دونوں قسموں کے اعمال میں آپ کو خائن نظر آئینگے۔ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے انہیں تو کرتے نہیں۔ اور جن کے نہ کرنے کا حکم ہے۔ انہیں بڑے زور شور سے کرتے ہیں

پہلی قسم کے متعلق اللہ تعالےٰ کی مخالفت علاوہ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں خیانت ملاحظہ ہو

ایک حدیث شریف ملاحظہ ہو:۔
عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا شَھْرَکُمْ وَاَدُّوْا زَکوٰۃَ اَمْوَالِکُمْ وَاَطِیْعُوْا ذَا اَمْرِکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ۔ رواہ احمد والترمذی۔

ترجمہ۔ ابی امامہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پانچوں وقت نماز پڑھا کرو۔ اور رمضان کے سارے مہینے کے روزے رکھا کرو۔ اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ اور اپنے (مسلمان) حکام کے حکموں کی تعمیل کیا کرو۔ (ان نیکیوں کے باعث) اپنے رب کی بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اگر آپ اس حدیث شریف کے

آئینہ میں مسلمانوں کا مونہہ

دیکھیں گے۔ تو بمشکل تمام سو میں سے پانچ فیصدی اس پروگرام نبوی ؐ کے عامل آپ کو ملیں گے۔ عربی میں ایک ضرب المثل ہے۔ "لِلْاَکْثَرِ حُکْمُ الْکُلِّ" اکثریت پر سب کا حکم لگا دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک گاؤں میں ہزار بارہ سو گھر زمینداروں کا ہو۔ اگر خدانخواستہ خشک سالی کے باعث سوائے چار پانچ زمینداروں کے سب کے فصل مارے گئے ہوں۔ کہا تو یہی جائیگا کہ سارا گاؤں ہی تباہ ہو گیا ہے۔ اسی قاعدہ کے مطابق یہ کہنا بجا ہوگا۔ کہ احکام الٰہی کی تعمیل میں مسلمانوں کی قوم تقریباً ساری کی ساری نافرمان ہے۔

دوسری حدیث

عَنْ عمروِ بن شعیب عن اَبِیْہِ عن جدّہٖ قال قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مروا اولادکم بالصلوٰۃ وھُمْ ابناء سَبْعَ سنین واضربواھم علیھا وھم ابناء عشر سنین وفرّقوا بینھم فی المضاجع رواہ ابوداؤد

ترجمہ۔ عمرو بن شعیب رضؓ سے روایت ہے وہ اپنے باپ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو۔ جبکہ وہ سات سال کے ہوں۔ اور نماز نہ پڑھنے پر اُن کو مارو۔ جبکہ وہ دس سال کے ہوں۔ اور اس عمر میں ان کے بستر سے الگ کردو۔

اگرچہ بعض اللہ کے بندے

صحیح معنی میں پکے اور سچے مسلمان بھی ہم میں موجود ہیں اور ممکن ہے کہ انہیں کے وجودِ مسعود کی برکت کے باعث عذابِ الٰہی ٹلا ہُوا ہو۔ مگر اکثر ہم میں نسلی یا رسمی مسلمان ہی ہیں۔

دوسری قسم کے متعلق

مسلمانوں کی حالت کا ملاحظہ ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کی منع کردہ چیزوں کو دیکھئے۔ اور پھر یہ دیکھئے۔ کہ کتنے مسلمان ہیں جو ان ممنوع چیزوں سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔

مسلمانوں کی فضول خرچی کا ایک کھاتہ

آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے مغربی پاکستان میں ہزارہا سینما گھر ہونگے اور اگر تمام سینما گھروں میں جانے والوں کی ایک رات کی تعداد شمار کی جائے تو بلا مبالغہ لاکھوں تک پہنچ جائے گی۔ اور اُن کے ٹکٹوں کی آمدنی جمع کی جائے تو بھی لاکھوں تک جا پہنچے گی۔ گویا کہ مسلمان دن کو کماتے ہیں اور رات کو محض تفریح طبع کی خاطر لاکھوں روپیہ سینما کی نذر کر آتے ہیں۔ روپیہ الگ برباد ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے عورتوں اور مردوں کے اختلاط سے اخلاق کے بگڑنے کا گمان غالب ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر عورت کے ساتھ مرد کا ہونا ضروری ہو۔ پھر خود اندازہ لگائیے کہ آدھی رات کے وقت عورت اور مرد اکٹھے ہجوم کرکے نکلیں تو کیا اخلاق کے بگڑنے کا یہ بہترین موقعہ نہیں ہے۔ اور کیا اس فضول خرچی کرنے والوں کو اس امر کا احساس ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کر رہے ہیں اور حلال کی کمائی کا مال ضائع کر رہے ہیں۔ اور اخلاق کو بھی خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ جب انسان کی عقل مسخ ہو جائے تو اپنے نفع اور نقصان کو بھی تمیز نہیں کرسکتا۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغ۔

ارشاد ہوتا ہے (وَلَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ) الآیہ سورہ البقرہ ع ۲۳ پ ۲
ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔

آج کل کے زمانہ میں ہزاروں مسلمانوں

میں سے کوئی ایسا ہوگا کہ دوسرے کے مال کھانے سے اللہ تعالےٰ کے خوف سے سے اپنے آپ کو بچاتا ہوگا۔ ورنہ اکثر مسلمانوں کی روش یہی ہے کہ دوسرے کا مال کھانا شیرِ مادر کی طرح حلال سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کی ممانعت کا فرمان

اور سُنئے ارشاد ہوتا ہے:
(وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ○ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْآ اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ○) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دیدو۔ اور مال کو بیجا خرچ نہ کرو۔ بیشک بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکرگزار ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ مال کے خرچ کرنے کے جو جائز مصارف ہیں وہاں بے شک خرچ کرو۔ مگر بے جا خرچ نہ کرو۔

والدین کے حقوق میں خیانت

ایک حدیث شریف پیش کرتا ہوں۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ والدین کی خدمت کس درجہ کی ضروری ہے اور آج کل کا نوجوان اسے کس قدر ایک معمولی چیز خیال کرتا ہے۔ اور ماں باپ کے ساتھ صحیح طریقہ کے ساتھ کس قدر نامناسب سلوک کرتا ہے۔

حدیث شریف

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا فَقَالَ أَحَدُهُمْ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ وَلَدِي وَإِنَّهُ قَدْ نَأَى بِيَ الشَّجَرُ فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ لَهُمْ حَتَّى يَرَوْنَ السَّمَاءَ الْحَدِيثَ۔

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ایک مرتبہ تین آدمی جا رہے تھے۔ انہیں بارش نے آگھیرا۔ پھر پہاڑ میں ایک غار تھی اُدھر چلے گئے۔ پھر اُن کی غار کے دروازہ پر ایک پتھر پہاڑ سے گرا۔ اس کے گرنے سے غار کا دروازہ بالکل بند ہوگیا۔ پھر بعض نے بعض سے کہا۔ اپنے عملوں کو دیکھو جو تم نے کئے ہیں۔ جو نیک عمل اللہ کے لئے کیا ہو، اس عمل کے ذریعہ سے اللہ سے دعا کرو۔ شاید کہ اللہ اس غار کا منہ کھول دے۔ پھر اُن میں سے ایک نے کہا۔ اے اللہ میرے والدین بوڑھے بڑی عمر والے تھے۔ اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں ان کے (اخراجات پورے کرنے) کے لئے ریوڑ چرایا کرتا تھا۔ پھر جب میں واپس آتا تھا پھر میں دودھ دُہتا تھا۔ پھر میں اپنے ماں باپ سے شروع کرتا تھا۔ اپنے بچوں سے پہلے ان دونوں کو پلایا کرتا تھا۔ اور تحقیق شان یہ ہے کہ (ایک دن) مجھے ریوڑ کے چرانے کے لئے درخت دُور لے۔ پھر میں واپس نہیں آسکا۔ حتّٰی کہ مجھے شام ہوگئی۔ پھر میں نے ان دونوں کو پایا کہ سو چکے تھے۔ پھر میں نے دودھ دوہیا۔ جیسے دوہیا کرتا تھا۔ پھر میں دوہیا ہُوا دودھ لایا۔ پھر میں دونوں کے سر کی طرف کھڑا ہوگیا۔ ان کو جگانا میں ناپسند کرتا تھا۔ اور یہ بھی ناپسند کرتا تھا۔ کہ ماں باپ سے پہلے بچّوں کو پلاؤں۔ اور بچّے میرے قدموں کے پاس چیخ رہے تھے۔ پھر میری اور ان کی حالت صبح ہونے تک یہی رہی (یعنی ماں باپ کو میں نے جگایا نہیں۔ اور وہ خود جاگے نہیں۔ اور میرے بچّے بھوک کے مارے چیختے رہے اور میں نے انہیں دُودھ پلایا نہیں) پس اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ معاملہ تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا، تو ہمارے لئے اتنا تو کھول دے۔ کہ ہم اس سے آسمان تو دیکھ سکیں۔ پھر اللہ نے ان کے لئے کھول دیا۔ یہاں تک کہ ہم سب آسمان کو دیکھ رہے تھے۔

میری شہادت

عورتوں کی عادت ہے کہ ہر تکلیف کے لئے تعویذ ہی کو ذریعہ نجات سمجھتی ہیں۔ چنانچہ میرے پاس عورتیں اپنے جوان بیٹوں کی بے توجہی کے جو واقعات بیان کرتی ہیں ان کے سُننے سے دل کانپ اُٹھتا ہے۔ کہ اے اللہ تیری مخلوق میں ایسے ایسے ظالم بھی ہیں اور مجھے وہ دل ہلا دینے والے واقعات اس لئے سُناتی ہیں تاکہ ایسا زبردست تعویذ دوں۔ کہ بیٹا بیوی کے بجائے ماں کا تابعدار ہو جائے۔

بیوی اور اولاد کے حقوق میں خیانت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ سورہ التحریم رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر فرشتے سخت دل قوی ہیکل مقرر ہیں۔ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ جو وُہ انہیں حکم دے۔ اور وہ وُہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر لائے۔ سمجھا کر، ڈرا کر، پیار سے، مار سے جس طرح ہوسکے دیندار بنانے کی کوشش کرے۔ اس پر بھی اگر وہ راہ راست پر نہ آئیں تو ان کی کم بختی۔ یہ بے قصور ہے۔"

اگر باپ نے کوشش نہ کی

اگر باپ نے حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ تفسیر کے مطابق اولاد کو راہ راست پر لانے کی کوشش نہ کی۔ تو اولاد ماں باپ کو قیامت کے دن اپنے گمراہ رہنے کا مُجرم قرار دے گی۔

ثبوت

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللّٰهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۝ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۝ سورہ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ جس دن ان کے مُنہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے۔ اے کاش۔ ہم نے اللہ اور رسولؐ کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی لعنت کر۔

بڑوں سے مراد

نمبر اوّل خاندان کے سردار اور کُنبے کے بڑے آدمی مثلاً باپ۔ دادا وغیرہ ہونگے واللہ اعلم حاصل یہ نکلا۔ کہ اپنے اہل و عیال کو دروازہ الٰہی پر پہنچانے والا صحیح راستہ نہ بتلانے کے باعث اہل و عیال کی طرف سے یہ شکایت ہوگی۔ کہ وہ اپنے بڑوں

کے حق میں اللہ تعالےٰ سے دُعا کریں گے کہ ان پر بڑی لعنت بھیج - اللھم لاتجعلنا منھم

رشتہ داروں کے حقوق میں خیانت

رشتہ داروں کے حقوق کی حفاظت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو (وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ - اور (اے مسلمان) رشتہ دار کو اس کا حق دیدے -

حاصل

یہ ہے کہ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے فرض عین ہیں - یعنی اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ چیز لازمی ہے - اختیاری نہیں ہے -

احادیث نبویہؐ

پہلی

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ متفق علیہ

ترجمہ - جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ رشتہ داروں کے حقوق کی حق تلفی کرنے والا بہشت میں داخل نہیں ہوگا -

دوسری

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْٔ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُہٗ وَصَلَھَا رواہ البخاری -

ترجمہ - ابن عمرؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے - جو (نیکی کے بدلے کا بدلہ دینے والا ہے اور لیکن صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے جب اس سے رشتہ داری کے تعلقات توڑے جائیں - تب بھی ان تعلقات کو جوڑے

مذکورہ احادیث کے آئینہ میں

موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کا چال چلن دیکھا جائے تو لاکھوں مسلمانوں کی گنتی میں شاید ہی کوئی ایک یا دو آدمی ایسے اخلاق کے مالک ہوں - کہ جن سے رشتہ دار بُرائی کریں - ان کی حق تلفی کریں - پھر بھی وہ اپنی طرف سے ان کے ساتھ نیکی ہی کریں -

اب تو قصہ اُلٹا ہے

آج کل عام طور پر یہی پایا جاتا ہے کہ رشتہ داروں کے سوا دوسرے لوگوں کے ساتھ تعلقات بڑے اچھے ہوں گے

. . . . اور رشتہ داروں کے ساتھ دشمنی - خانہ جنگی - مقدمہ بازی - اور کچھ نہیں تو سلام و کلام ضرور بند ہوگی -

عام مسلمانوں کے حقوق میں خیانت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ زَادَ مُسْلِمٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّہٗ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - منافق کی تین علامتیں ہیں - مسلم نے یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں - (جو بخاری میں نہیں ہیں) اور اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے - اور خیال کرے - کہ وہ مسلمان ہے پھر دونوں (بخاری اور مسلم) نے اتفاق کیا ہے - کہ (منافق کی علامتیں یہ ہیں) جب بات کرے - تو جھوٹ بولے - اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے - اور جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے

یہ چیزیں مسلمانوں میں بطور وبا

کے پائی جا رہی ہیں - شاید ہی ہزاروں کی تعداد میں سے کوئی ایک آدمی نکل آئے جو ان خرابیوں سے پاک ہو - ورنہ مسلمانوں میں جھوٹ - وعدہ خلافی - خیانت - یہ چیزیں اس قدر بکثرت پائی جاتی ہیں - کہ آج کل کے کافر میں نہیں پائی جاتیں - اسی لئے مسلمان پر کسی کو اعتماد نہیں ہے - اور کاروباری - سرمایہ دار کافروں پر لوگوں کو اعتماد ہو سکتا ہے - خواہ وہ کافر پاکستانی ہو یا ہندوستانی ہو یا یورپ کا رہنے والا ہو - کیونکہ ان لوگوں میں دُنیا داری کے لحاظ ہی سے سہی - لیکن وہ خوبیاں جو مسلمان میں ہونی چاہیئے تھیں - وہ ان میں دُنیا کے فائدے حاصل کرنے کے لئے پائی جاتی ہیں -

حیوانات کے حقوق کی حق تلفی

آج کا خطبہ بہت زیادہ طویل ہوگیا ہے اس لئے چند سطروں میں اس کو ختم کرنا چاہتا ہوں - شہر لاہور جو کہ ایک بہت بڑا مہذب شہر ہے - اور تعلیم جدید کا مرکز ہے - حکومت کا دارالخلافہ ہے - اس میں ہزاروں مسجدیں ہیں - سینکڑوں تبلیغ دین کرنے والے ائمہ مساجد ہیں - اس شہر میں

بارہ مہینے حیوانات پر یہ ظلم

ہوتا ہے - کہ گائے اور بھینس کے بچے جو ابھی چارہ بھی نہیں کھا سکتے - ان کی ماؤں کا دُودھ دُہ کر شیر فروشوں کی دُکانوں پر بیچ دیا جاتا ہے - اور ان کے بچے چارہ کھا نہیں سکتے - اور دُودھ ملتا نہیں - اس لئے سسکتے سسکتے دم توڑتے ہیں - اے ظالم انسان ان بے زبانوں پر ظلم کر کے تو بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو سکتا ہے ؟ وما علینا الا البلاغ والله یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم -

ختم نبوۃ کانفرنس میں علماءِ سندھ کا اجتماع

سکھر ۱۶ - ۱۷ اگست کو مجلس تحفظ ختم نبوۃ کے زیر اہتمام ختم نبوۃ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے اس کانفرنس میں پاکستان کے مشاہیر علماء ختم نبوۃ شرکت کر رہے ہیں - یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسی کانفرنس میں علماءِ سندھ کا ایک بہت بڑا اجتماع بھی منعقد ہوگا جس میں پاکستان، مجلس تحفظ ختم نبوۃ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری، ملک و ملت کے اہم مسائل کے موضوع پر خاص خطاب فرمائینگے اور مجلس اور مدرسہ عائد شدہ شبہات کا بخوبی ازالہ کر دینگے - ناظم تحفظ ختم نبوۃ سکھر

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۰ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:-

انسان کی باطن کی اصلاح کے مدارج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی

امّا بعد۔ ہمارا جمعرات کی شام کو آپس میں مل بیٹھنا اس لئے ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارے باطن کو ایسا بنا دے جیسا کہ وہ اپنے خاص بندوں کو بنانا چاہتا ہے۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایسا بن کر دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

اس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد میں آتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ یَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (رواہ مسلم)

(باب الریاء والسمعۃ)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خداوند تعالےٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کی نظر پہلے دل پر پڑتی ہے پھر دل کے لحاظ سے اعمال کی قیمت دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ میرے اور آپ کے دلوں کو ایسا بنا دے کہ وہ اس کے ہاں سوہنا ہو جائے۔ اگر برتن اندر سے صاف اور قلعی شدہ ہو تو ہر شخص اس میں کھانا پینا پسند کریگا۔ خواہ باہر سے برتن صاف اور قلعی شدہ نہ ہی ہو لیکن برتن ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اوپر سے ان کو قلعی کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ اگر برتن چھ ماہ سے صاف نہیں کیا گیا اور وہ اندر سے گندہ ہے تو میرے خیال میں آپ اس میں پانی کبھی نہیں پئیں گے

اسی طرح اللہ تعالےٰ کو اندر کی صفائی پسند ہے۔ اندر روحانی امراض سے گندہ ہو تو اللہ تعالےٰ اس کو پسند نہیں فرماتے اندر کی بیماریاں حسد۔ کبر۔ ریا۔ عجب وغیرہ ہیں۔ اگر یہ بیماریاں اندر رہ گئیں تو ممکن ہے یہ ہماری نیکیوں کو کھا جائیں۔

حسد کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (رواہ ابو داؤد) (باب ما ینھٰی من التھاجر والتقاطع واتباع العورات)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ (یعنی نیکیوں کو فنا کر دیتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

حضورؐ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نیکیاں تو کی ہیں لیکن حسد نے ان کو برباد کر دیا۔ حسد سے اندر پاک ہو تو نیکیاں نیکیاں شمار ہونگی لیکن اگر اندر کی صفائی نہ ہوئی تو نیکیاں نہ بچیں گی۔ اللہ کے پاک نام کی برکت سے اور اللہ والوں کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے سے آہستہ آہستہ طبیعت صاف ہو جاتی ہے۔ جس طرح ماں ہر وقت بچے کو ٹوکتی رہتی ہے۔ بچہ بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے تو ماں کہتی ہے۔ کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ بچہ آگ کو چھیڑتا ہے تو ماں منع کرتی ہے۔ انسان کی مثال بعینہٖ بچے کی سی ہے۔ یہ غلطیاں کرتا رہتا ہے۔ ہادی بار بار متنبہ کرتا ہے۔ پھر اندر کی صفائی ہوتی ہے۔ کچھ ہادی کے کہنے سے صفائی ہوتی ہے۔ کچھ عقیدت سے آنے کی برکت سے صفائی ہوتی ہے۔ اس کے بغیر اندر کی صفائی نہیں ہوتی۔ فارسی میں کسی نے کہا ہے ع

کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

اندر کی صفائی ہو جائے تو یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ اگر سالہا سال کے بعد بھی یہ نعمت نصیب ہو جائے۔ تو

اس کو غنیمت سمجھا جائے۔ ان کے وصال کے وقت حضرت دین پوری کی عمر ۱۱۰ سال کے قریب تھی۔ وہ میری بیعت کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے ہیں نے چالیس سال تک ان کی خدمت میں آمد و رفت رکھی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے کچھ میرے کاسۂ گدائی میں پڑتا ہی رہتا تھا۔ آخر حضرتؒ ہزار سال بھی زندہ رہتے اور میں بھی اتنی مدت تک زندہ رہتا تو ہزار سال ان کے دروازہ پر حاضر ہوتا رہتا۔ ان کی زندگی میں جب کبھی میں سندھ جاتا تھا تو میری مجال نہ تھی کہ حاضری دیئے بغیر گزر جاؤں جاتے ہوئے یا آتے ہوئے ضرور حاضر ہوتا۔ حضرت کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے مولوی عبدالہادی نے مجھے لکھا کہ پہلے آپ ضرور آتے تھے اب آپ کیوں نہیں آتے۔ میں نے انہیں جواب میں لکھا کہ اس کی دو وجہ ہیں ایک تو حضرتؒ کے جوتوں سے کچھ لینا ہوتا تھا۔ دوسرا ان کی طبیعت میں ملال کا ڈر ہوتا تھا۔ اب یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔ شیخ کامل کے دل میں ملال کا آنا طالب صادق کے لئے موت کا سبب بن جاتا ہے۔ ملال سے کنکشن کٹ جاتا ہے۔ میں انگریز سے اتنا نہ ڈرتا تھا جتنا اپنے دونوں مربیوں سے ڈرتا تھا۔ انگریز کو تو میں روز برا بھلا کہتا تھا۔ میرا نظریہ تھا کہ نوجوان کے دل میں یہ عقیدہ راسخ کر دیا جائے۔ کہ انگریز دشمن اسلام ہے۔ میرے ہاں جو آتے تھے وہ دل میں انگریز کو برا سمجھتے تھے جو اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر نہیں آتے ان کو وضع پسند ہے تو انگریز کی۔ تمدن پسند ہے تو انگریز کا۔ صورت پیاری ہے تو انگریز کی۔ انگریز کانٹے اور چھری سے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔ یہ بھی بائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں۔ میں انگریز کی عقل کی داد دیتا ہوں۔ کہ وہ مسلمان زادوں اور مسلمان زادیوں کو اسلام کا دشمن بنا گیا۔ یہی تو مولوی کو بے ایمان کہتے ہیں

انسان کے اخلاق کا پتہ اس وقت چلتا ہے۔ جب کسی سے تصادم ہو۔ اللہ والوں کی صحبت میں تربیت یافتہ ہوگا۔ تو ہر تکلیف کو اپنے گناہ کی شامت سمجھے گا۔ دوسروں سے نہیں لڑیگا۔ اس طرح نفس کے اغوا سے بچے گا اور گناہ

سے توبہ کرے گا۔ کسی نے فارسی میں کہا ہے۔ آنچہ برماست از ماست۔ ترجمہ جو تکلیف ہم پر آئی ہے یہ ہمارے اعمال کی سزا ہے۔ مثلاً کسی نے اسے بیوقوف کہدیا تو سمجھے گا کوئی حماقت کا کام کیا ہوگا۔ تو وہ کہلوا رہا ہے۔ ہر معاملہ میں اپنے آپ کو قصوروار سمجھے گا اس طرح نفس کے اغوا سے بچ جائیگا۔ کسی کو اللہ تعالےٰ نے موٹر دی ہے تو یہ خیال کرے گا مجھے اس نے ٹانگیں تو دی ہیں۔ کسی کا محتاج تو نہیں کیا۔ کچّا ہوگا تو ہر ایک سے لڑے گا۔ داڑھی اور ریش بڑھا کر۔ سبز کُرتہ اور ٹوپ پہن کر فقیر بن جائے گا۔ لیکن ہر ایک سے لڑتا پھرے گا۔ دوسروں کی نعمتیں دیکھ کر حسد سے جلے گا۔ بار بار ناشکری کرے گا۔ شیخ سعدیؒ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ان کے پاؤں میں جوتہ نہ تھا۔ طبیعت پریشان تھی۔ جامع مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گئے۔ تو ایک شخص کو دیکھا اس کی ٹانگیں کٹی ہوئی تھیں۔ اُنہوں نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا کہ جوتا نہیں تو نہ سہی۔ پاؤں تو دیئے ہیں۔

ع گفتن و کردن فرق دارد۔ یہ باتیں کہنی تو آسان ہیں۔ یہ حال بن جائیں یہ ذرا مشکل کام ہے۔ نوکر نے کوئی ایسی بات کہدی جس سے دل جل گیا۔ اللہ والوں کی صحبت میں تربیت یافتہ ہوگا۔ تو نوکر پر خفا نہ ہوگا بلکہ یہ خیال کرے گا کہ میں نے آقائے حقیقی کی مرضی کے خلاف کوئی قدم اُٹھایا ہوگا۔ جبھی تو اُس نے نوکر سے میری توہین کرادی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس مقام پر پہنچائے اسی کا نام اصلاح ہے۔ اصلاح کا یہ مطلب ہے۔ کہ اندر ٹھیک ہو جائے۔

اس کے اُوپر ایک اور درجہ آتا ہے۔ اس میں انسان اللہ تعالےٰ کو شفیق اور مہربان سمجھتا ہے۔ پھر اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ عربی میں کسی نے کہا ہے ؎

اَفَادَتْکُمُ النُّعْمَاءُ مِنِّیْ ثَلَاثَۃً
یَدِیْ وَلِسَانِیْ وَضَمِیْرَ الْمُحَجَّبَا

ترجمہ۔ اے میرے محسن! تیرے احسانوں نے میری تین چیزوں کو تیرا بنا دیا ہے۔ میرے ہاتھ بھی تیرے شکریہ کے لئے اُٹھتے ہیں۔ میری زبان بھی تیری تعریف کرتی ہے۔ اور میرے سینہ میں جو دل چھپا ہوا وہ بھی تیرا ہی ممنونِ احسان ہے)

اس درجہ میں انسان ہر حکم کو محبوب کا حکم سمجھ کر اس کی تعمیل کرتا ہے۔ اس کا ذکر قرآن مجید کی اِس آیت میں آتا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

سورہ آل عمران رکوع ۳ پارہ ۳

ترجمہ۔ کہہ دو اگر تم اللہ کی محبّت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے۔

جب تک باطن کی صفائی نہ ہو اعمال ضائع ہوتے رہتے ہیں۔ سندھی زبان میں ایک ضرب المثل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اندھی پیستی گئی اور کُتیا چاٹتی گئی۔ باطن کے اندھوں کے اعمال صالحہ کا یہی حال ہوتا ہے۔ وہ نیکیاں کرتے جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے نیکیوں کے انبار لگا دیئے ہیں۔ لیکن امراضِ روحانی کی وجہ سے سب نیکیاں برباد ہوتی جاتی ہیں۔ کوئی نیکی حسد سے برباد ہوگئی اور کسی کو کبر کھا گیا۔ کبر نکل جائے تو پھر انسان سمجھتا ہے کہ اگرچہ کپڑے میرے اس سے اچھے ہیں۔ لیکن ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ کو یہ زیادہ محبوب ہو۔ اگرچہ میں بڑا سیٹھ اور زمیندار ہوں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا نور اس کے دل میں زیادہ ہو ؎

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ (وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ط)

سورہ ابراہیم رکوع ۵ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے۔

جب انسان اللہ تعالےٰ کی ہر نعمت کو اس کا فضل سمجھے گا تو اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے اعتراضوں سے بری ہو جائے گی پھر اول تو گناہ ہی نہ ہونگے۔ اگر ہونگے تو محبوب معاف کرتا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ہر تکلیف کو . . . . . . اپنے گناہوں کی شامت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس پر الزام دھرنے سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

یہ پہلی سیڑھی ہے۔ دوسری سیڑھی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو محبوب سمجھا جائے اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو یہ درجہ بھی نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

میں نے تو یہی دیکھا ہے کہ جس نے کچھ پایا ادب سے پایا۔ کامل کے دل میں ذرا ملال آئے تو کنکشن کٹ جاتا ہے۔ میں تو اللہ والوں سے بہت ڈرتا تھا۔ اللہ والوں سے دوستی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی کام آتی ہے۔

ایک دولتمند کی کسی بزرگ سے دوستی تھی۔ وہ بزرگ بہت عرصہ کے بعد اس دولتمند سے ملنے کے لئے آئے تو معلوم ہُوا کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ وہ بزرگ اس کی قبر پر تشریف لے گئے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ عذاب ہو رہا ہے۔ واپس آکر اس کے ورثا سے کہا کہ دیگیں پکاؤ۔ جو آئے کھلاتے جاؤ۔

پھر جاکر دیکھا تو قبر ٹھنڈی ہو چکی تھی اور عذاب ٹل چکا تھا۔ کوئی اللہ تعالےٰ کا ایسا بندہ کھانا کھا گیا۔ جس کی دُعا سے عذاب ٹل گیا۔ ایک اور بزرگ کا واقعہ ہے۔ انہوں نے ایک سانپ کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو اس نے جواب دیا کہ فلاں شخص کو ڈسنے کے لئے جا رہا ہوں۔ یہ بزرگ اس شخص کے مکان پر پہلے پہنچ گئے۔ اس نے عزّت سے بٹھایا اور خوب خاطر مدارات کی۔ یہ کھانا کھا چکے تو سانپ سانپ کا شور ہُوا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہُوا کہ سانپ نے صاحب خانہ کو ڈسنا چاہا مگر اللہ تعالےٰ نے بچا لیا۔ اس بزرگ نے سانپ سے واپسی پر پوچھا کہ ڈس آئے ہو۔ اس نے جواب کہ میرے پہنچنے سے پہلے آپ نے کھانا کھا لیا تھا۔ اس لئے میرا وار کارگر نہ ہُوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی دُعا سے بلا ٹل گئی۔ اللہ تعالیٰ کی بخشش کے راہ نیارے ہیں۔

یہ اللہ والوں سے سیکھی ہوئی باتیں ہیں۔ میں آپ کو انہیں کے راستہ پر لے جا رہا ہوں۔ پھر بھی لاہوری کہتے ہیں کہ بزرگوں کا ادب نہیں کرتے۔ میں اللہ والوں کا جتنا ادب کرتا ہوں۔ لاہوریوں میں سے شاید ہی کوئی کرتا ہو۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ والوں کے جوتوں کی خاک سے جو موتی ملتے ہیں وہ بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے۔ یہ ادب نہیں تو اور کیا ہے؟

اکثر لاہوری حفظِ مراتب نہیں کرتے۔ اس لئے شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کسی نے کہا ہے۔ ع

حفظِ مراتب گر نکنی زندیقی

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس کو محبوب بنا کر اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

حلقۂ احباب

(از جناب ماسٹر لال دین صاحب اختر بی اے۔ بی ٹی)

قسط نمبر ۴

منظر:۔ "کئی دنوں کے بعد جاوید بھی کل سے آگیا ہے۔ آج عید گاہ کے چھپر کے نیچے غیر معمولی طور پر رونق ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سعید صاحب کے دو دوست بھی آئے ہوئے ہیں۔

جاوید نے یونہی عید گاہ میں قدم رکھا۔ سعید نے اپنی شکست کا اعتراف کرنا شروع کر دیا۔ چند دنوں کی سنیما کے متعلق بحث و تمحیص کا خلاصہ یعنی مولوی عبدالرشید کے دینی۔ اخلاقی۔ معاشی اور مجلسی دلائل کے متعلق باتیں ہونے لگیں مسٹر جاوید عبدالرشید کی آمد کا منتظر بیٹھا ہے۔ تاکہ کوئی مذہبی بحث چھیڑی جائے اور دوپہر کا وقت آرام سے کٹے۔ جس دن سے مذہبی بحث کا آغاز ہوا ہے۔ تاش کھیلنے کا سلسلہ تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ اور نماز ظہر میں بھی اکثر دوست پہنچ جاتے ہیں۔ خیر! تھوڑی دیر کے بعد عبدالرشید بھی آگیا۔ جاوید سے بڑی گرمجوشی کے ملاپ کے بعد سعید صاحب کے مہمانوں سے ان کا تعارف کرایا گیا۔ اور چند منٹوں کے بعد جاوید بول اُٹھا۔"

جاوید۔ مولوی صاحب! اس دن آپ نے جسم اور رُوح کے متعلق کچھ باتیں بنا کر مسعود صاحب کو اپنا مرید بنا لیا تھا۔ اور سُنا ہے۔ کہ آپ کے مقابلے میں اگلے دن سعید صاحب بھی سینما کی بحث میں لڑکھڑا رہے تھے۔ مگر میں آپ سے عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ آپ ایسی فتوحات پر ناز کر کے ہمارے مقابلے میں دم ٹھونک کر آنے کی کوشش نہ کریں۔ ورنہ مذہب سے ہی دست بردار ہونا پڑے گا۔

عبدالرشید۔ ہاں ہاں آخر آپ تازہ دم ہو کر آئے ہیں۔ اگر ایسے لایعنی دعوے نہ کریں تو کون مانے گا۔ کہ آپ فلاسفی میں بڑے ماہر ہیں۔

جاوید۔ فلاسفی کا سوال نہیں۔ میں تو کئی سالوں سے . . . . . مذہب کو انسانی زندگی سے بالکل ہی الگ تھلگ چیز سمجھتا ہوں۔

عبدالرشید۔ انسان اور مذہب میں بھلا کیا واسطہ! مذہب کا تعلق تو حیوانات سے ہوتا ہے۔

جاوید۔ آپ تو طنزاً کہہ رہے ہیں اور میں تجربہ کی بنا پر کہہ رہا ہوں کہ اب تمام مہذب ممالک مذہب کے دقیانوسی جُوا کو اپنے کندھوں سے دور پھینکنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔

مسعود۔ بھئی جاوید! یہ تو ایک بہت بڑی حقیقت کا انکار ہے۔

عبدالرشید۔ مہذب ممالک کی مذہب سے بیزاری مسٹر جاوید کے نزدیک مذہب کے غیر ضروری ہونے کی دلیل ہے۔ اگر ساری دُنیا مل کر سورج کے وجود سے انکار کر دے تو کیا اُن کا اتفاق حقیقت کی دلیل سمجھا جائیگا ہرگز نہیں! اسی طرح اور عین اسی طرح مذہب کی اہمیت کا انکار انسانی زندگی کی سب سے بڑی حقیقت کا انکار ہے۔ کیونکہ اگر دُنیا و ما فیہا سے حدود کو اُٹھا دیا جائے تو نظامِ قدرت کی ہر چیز انتشار پذیر ہو جائے گی۔ دیکھئے خداوند عالم نے سورہ یٰسین میں اس خلقی حقیقت کی طرف بدیں الفاظ اشارہ فرمایا ہے۔

(لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝)

(آفتاب عالمتاب کو یہ شایاں نہیں ہے۔ کہ وہ اپنی رفتار کو قدرے تیز کر کے چاند کو پکڑ لے۔ اور نہ ہی رات کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ دن سے آگے بڑھے۔ یاد رہے ہر چیز اپنے مخصوص اور محدود دائرے میں ہی گردش کرتی ہے)

اگر دن اور رات کے دوری نظام میں ابتری پھیل جائے تو چشم زدن میں تمام کائنات کی ہیئت ہی بدل جائے اگر بحر و صحرا۔ عالمِ نباتات۔ حیوانات اور جمادات کے منظم سلسلۂ حیات میں خلافِ عادت تغیّر و تبدّل رونما ہونے لگ جائیں تو آپ کو صحراؤں میں مچھلیاں۔ سمندروں اور دریاؤں میں اُونٹ۔ عالمِ نباتات اور حیوانات میں جمادات کے آثار اور جمادات میں توالد و تناسل اور خورد و نوش کی صریح علامات نظر آنے لگیں۔ مگر یاد رہے۔ کائنات کا ذرّہ ذرّہ کسی مقررہ نظام سے وابستہ ہے۔ اور تحت الثریٰ سے فلک الافلاک تک کی ہر شے شاہدِ قدرت کی حسین و دلبر صنعت پر دلالت کرتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ انسان جس کو اللہ تعالےٰ نے خلاصۂ موجودات بنایا ہے۔ اور پھر خلیفۃ اللہ فی الارض کے شرف سے بھی نوازا ہے۔ اُس کے لیل و نہار کا تعلق کسی دستور سے نہ ہو۔ اور اس کی زندگی کے آفتاب و مہتاب کے لئے کوئی مقررہ دائرے نہ ہوں۔

مہمان۔ بہت خوب۔

اختر۔ مولوی صاحب! آپ تو خیال فرما رہے ہیں۔ کہ آپ کے مخاطب سارے کے سارے فلاسفی کے ایم۔ اے ہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا اسلوبِ بیان مشکل سے مشکل تر ہوتا جاتا ہے۔ براہِ کرم آپ اپنے دلائل کو قدرے واضح الفاظ میں بیان فرمائیں۔ تاکہ تھوڑی سی توجہ سے ہی آپ کے مفہوم تک پہنچنا آسان ہو۔

عبدالرشید۔ میرا مطلب بالکل واضح ہے۔ میں نے حدود کا لفظ ضرور استعمال کیا ہے۔ جس سے میری مراد یہ ہے کہ جس طرح تمام مناظرِ قدرت خالق ارض و سما کے مجوزہ پروگرام کے مطابق کارفرما ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے انسانی زندگی کے لئے بھی چند اصول و ضوابط اور اوامر و نواہی مقرر فرما دیئے ہیں۔ تاکہ اُن پر عمل کر کے بندہ اپنے مولا کو راضی کر سکے اور اس کے برعکس اپنی من مانی حرکات سے مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ کا مصداق نہ بنے اور ابدالآباد

تک اُسکے جیل خانے (جہنم) میں نہ رہے
ان قوانین کی اطلاع کے لئے اللہ
تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا
تاکہ منشائے الٰہی کی عملی صورت
ایک خاص وقت تک اُس دور کے
لوگوں کے سامنے رہے۔ اُس پر آپ
بھی عمل کریں اور اپنے اخلاف
کو بھی اُسی کے مطابق زندگی بنانے
کی وصیت کر جائیں۔ جس سے
تمام شعبہ ہائے زندگی میں اسلامی
ماحول نظر آئے۔ مثلاً مجلسی زندگی
میں نکاح کا حکم جاری ہے۔ حقوقِ
والدین کا دستور موجود ہے۔ اگر
کوئی شخص نکاح کو غیر ضروری خیال
کرکے اُس کے خلاف عمل کرے گا
تو مذہبی اصلاح میں بدکار سمجھا جائیگا
اور اسی طرح والدین کا نافرمان عاق
کہلائے گا۔ اور شریف لوگ لازماً
ایسے بدنام لوگوں سے نفرت کرینگے۔

سعید - مولوی صاحب! ہر روز آپ نکاح پر بڑا زور دیتے ہیں۔

جاوید - نکاح میں کونسی خوبی ہے؟

حمید - (مسکراکر) آج کل مخلوط تعلیم کا زمانہ ہے۔ نکاح کی ضرورت ہی نہیں۔

عبدالرشید - ہم ہر فعلِ حیات میں خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہیں۔ اس لئے ہم کو ایسی گفتگو سے پرہیز کرنا چاہئیے۔

اختر - آج تو آپ سنجیدگی کی ٹانگ توڑ رہے ہیں۔

عبدالرشید - بھائی صاحب! بعض چیزوں میں ہم اپنی عدم واقفیت کی وجہ سے بہت کچھ کہہ جاتے ہیں۔ اور ضرورتِ نکاح کا موضوع تو ہر دانشمند آدمی خوب سمجھا ہوا ہے۔ لہٰذا میں تو اس پر زیادہ گفتگو کرنا بھی پسند نہیں کرتا ہوں۔

جاوید - بات تو ضرورتِ مذہب کے متعلق تھی۔ مگر آپ ہی نکاح کے موضوع کو چھیڑ بیٹھے۔

عبدالرشید - خیر! میں صاف گوئی سے عرض کرتا ہوں۔ کہ مجھ کو یہ سُن کر کہ "نکاح کی کیا ضرورت ہے۔" دلی طور پر بڑی کوفت ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر ہم ایسی گفتگو میں تضیع اوقات کرنے لگیں تو دُنیا و آخرت میں سوائے خسران کے کچھ نہ ہوگا۔

حمید - مولوی صاحب! آخر آج کیا بات ہے؟ کہ آپ کوئی دلیل پیش کرنے سے اجتناب کر رہے ہیں۔

عبدالرشید - محترم! آپ خیال فرمائیں کہ سعید صاحب کے معزز مہمان بھی تشریف فرما ہیں اس کے علاوہ ہم میں سے کوئی بھی غیر مسلم نہیں ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہم ایک ایسا موضوع چھیڑ بیٹھیں۔ جس کی آواز چکلوں سے بھی دھیمی ہی اُٹھتی ہے۔ مگر ہم سر بازار دیہاتی بھائیوں کے سامنے چلا چلا کر بولنا شروع کردیں۔

جاوید - مولوی صاحب! آج آپ رعب ہی جماتے رہیں گے یا کوئی دلیل بھی پیش کریں گے۔ باقی رہا آپ کے تقدس کا بوجھ۔ وہ تو ہم پہلے سے ہی محسوس کر رہے ہیں۔

عبدالرشید - (قدرے ناملائمگی کو چھوڑ کر) آپ لوگوں نے مخلوط تعلیم اور مہذب ممالک کے باشندوں کی آزادانہ عادات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ برطانیہ - پیرس - ماسکو اور برلن وغیرہ میں بیحیائی اس قدر عام ہے کہ ہم ایسی غیرت سوز حرکات کا شائبہ بھی اپنے تمدن میں دیکھنا پسند نہیں کرتے نوخیز لڑکیاں کئی کئی دن اپنے یاروں کے ساتھ پھرتی ہیں۔ واپسی پر اُن کے والدین اور بھائی یہ بھی پوچھنے کے مجاز نہیں ہیں کہ تم کہاں رہی ہو اور کسکے ساتھ رہی ہو۔ اپنی بیوی کے کمرے کے باہر خواہ کسی کا ہیٹ یا چھڑی لٹکی ہوئی ہو۔ تو خاوند تک کو اجازت نہیں ہے ہے کہ وہ اندر آسکے اور پھر ناچ گھروں میں مرد و زن کا برہنہ رقاصی میں شامل ہونا کتنا بڑا انسانیت سوز فعل ہے۔ حقیقت ہے وہ لوگ جو ان لذات میں پھنس جاتے ہیں اُن کی غیرت کا دیوالہ نکل جاتا ہے۔ نہ تو وہ اپنی لڑکی۔ بہن اور ماں کی حفاظت کرسکتے ہیں۔ اور نہ ہی اپنی بیوی اور بچوں کی پاکدامنی کی طرف دھیان دیتے ہیں۔ تمام افرادِ خانہ مکمل ابلیسی شہوانی ماحول میں زندگی بسر کرنے لگ جاتے ہیں۔

جاوید - بس مولوی صاحب! ایسا تو کوئی بھی نہیں ہے۔ جو مسلمان ہوکر نکاح کو غیر ضروری خیال کرے۔

سعید - فی الواقع - وہ قومیں جو ان امور میں آزاد ہیں بے غیرت تو ضرور ہیں

جاوید - مولوی صاحب! ان لڑکوں نے آج ایک نئی بحث شروع کردی۔ ورنہ بات تو "مذہب کی ضرورت" کے ضمن میں ہو رہی تھی۔

عبدالرشید - خیر۔ نکاح کی بحث بھی اُسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اور مذہب اسلام کا ہر جزو اتنا ہی ضروری ہے۔ جتنا کہ نکاح تمدن کیلئے ضروری ہے۔ یا اس کے لگ بھگ

سعید - نہیں مولوی صاحب! آج کل مُلّا لوگوں نے ہر چیز کو مذہب کا نام دے کر انسانی زندگی کے دائرے کو از بسکہ تنگ کر دیا ہے۔

مہمان - ہاں - ہر معاملے میں مذہب۔ مذہب کی رٹ لگانا ہی عوام کو مذہب سے بیزار کرنے کے لئے کافی ہے۔

جاوید - آپ کو معلوم ہونا چاہئیے۔ کہ آج کا مولوی حجروں میں بیٹھ کر ہر معاملے میں مذہب کو گھسیٹ کر لے آتا ہے۔

عبدالرشید - خُدا کے بندو! اسلام فطری ضابطۂ حیات کا دوسرا نام ہے۔ اور اس کی وسعت اس قدر زیادہ ہے۔ کہ زندگی کا ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرتا جس کی رہنمائی کے لئے مذہب کے پاس زرّیں سے زرّیں دستور موجود نہ ہوں۔ بالفاظ دیگر مسلمان کا ہر عمل مذہب کے ترازو میں تولا جاسکتا ہے۔ اور اُس کے فعل پر جزا و سزا مرتب ہوگی۔

تمام - قہقہہ -

سعید - ہر چیز میں مذہب کا دخل ہے؟ نماز - روزہ بھی مذہب۔ نکاح اور جنازہ بھی مذہب۔ مگر یہ کمانا۔ کھانا اور باقی زندگی میں ہزاروں طرح کے معاملات ہوتے ہیں۔ بھلا ان سب کو مذہب سے کیا واسطہ؟

عبدالرشید - مجھ کو آپ کی باتوں سے مایوسی نہیں ہوتی کیونکہ اقبال مرحوم فرما گئے ہیں۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

آخر آپ نے بحث کی اور تفصیلی اعتبار سے نکاح کو لازمی یا ضروری مان ہی لیا ہے۔ یعنی ہر شعبہ حیات میں [illegible]
باقی [illegible]

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

یومِ استقلال

۱۴ اگست ۱۹۵۸ء

۱۔ آزادی کی بارھویں سالگرہ
۲۔ قوموں کے عروج و زوال کا فلسفہ
۳۔ حُبِّ وطن اور اسلامی اخلاق
۴۔ آزادی کی نگہبانی
۵۔ نئے سال کا لائحہ عمل
۶۔ دُعا

فیروز سنز ٹرسٹ لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔
اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ــ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝
(القرآن)

زمانہ کی قسم کہ انسان نقصان میں ہے۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے۔ آپس میں ایک دُوسرے کو حق (سچائی) کی نصیحت کی صبر کی تاکید کی (تو وہ اس نقصان سے محفوظ رہیں گے)۔

(اس سُورۃ میں زمانہ (یعنی تاریخ) کی شہادت پیش کر کے انسانی زندگی (ذاتی اور جماعتی) کے بقاء و زوال کا اصول واضح کیا گیا ہے ــــ بتایا گیا ہے کہ اگر انسان نقصان سے محفوظ رہ کر کامیابی اور ترقی کی راہ پر چل سکتا ہے تو اُس کے اصول یہ ہیں:—

۱ ــ اس کا اللہ پر کامل یقین ہو۔
۲ ــ وہ نیک کام کرے۔
۳ ــ انسان مل کر آپس میں ایک دُوسرے کو سچائی پر قائم رہنے کی نصیحت کرتے رہیں۔
۴ ــ سچائی کی راہ میں جب مصیبتیں پیش آئیں، تکالیف کا سامنا ہو تو وہ ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کریں اور اس طرح بہادری کے ساتھ زندگی کا سفر طے کرتے ہوئے مشکل منزلوں سے گزر جائیں۔

آزادی کی بارھویں سالگرہ حضرات! اس مہینہ میں ۱۴ اگست کا دن ہماری آزادی کی بارھویں سالگرہ کا دن ہے۔ آج سے بارہ سال قبل اس تاریخ کو ہمارا وطن غیروں کی غلامی سے آزاد ہُوا تھا اور پورے دو سو سال کے بعد ہم اس قابل ہوئے تھے کہ اپنے ملک کی حکومت کو اپنی حکومت کہہ سکیں۔ اس دن سے دُنیا کی آزاد قوموں میں ہمارا شمار بھی بحیثیت آزاد قوم کے ہونے لگا۔

قرآنِ عزیز کی آیاتِ مذکورہ میں قوموں کے عروج و زوال کا فلسفہ بیان ہُوا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ جو آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہوتے ہیں، وہ اگر چاہیں کہ آزادی کو قائم رکھیں، ترقی کریں اور کامیابی کے ساتھ اپنے وطن اور اپنی قوم کی خدمت کے اہل بن جائیں تو اُن کو ان چار زرّیں اصولوں پر عمل پیرا ہونا ہوگا جو اس سورت میں بیان ہوئے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو نقصان اٹھائیں گے اور آہستہ آہستہ اپنی آزادی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

آزادی کا یہ تاریخی دن صرف جشن، دعوتوں، چراغاں اور جھنڈیوں کے لگانے میں گزار دینا عقلمندی نہیں۔ یہ تو صرف خوشی کے اظہار کا طریقہ ہے۔ اس دن کا اصل کام یہ ہے کہ ہم اپنے سال بھر کے کاموں کا محاسبہ کریں۔ دیکھیں کہ آزادی حاصل ہو جانے کے بعد پچھلے گیارہ سال میں کونسی خوبیاں ہیں جو ہم اپنے اندر پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور کونسی کمزوریاں ہیں جو ہماری غفلت یا کوتاہی سے ہم میں پیدا ہو گئی ہیں ـــ اس محاسبہ اور جائزہ کے بعد **اصلاحِ حال** کے لئے کیا تدابیر ہیں جو ہمیں اختیار کرنی ہیں اور کیا مزید کوششیں ہیں جو بروئے کار لا کر ہم خدا کے سامنے اور اپنے ہم وطنوں کے سامنے سُرخرو ہو سکتے ہیں۔

ہم مسلمان ہیں۔ **دینِ اسلام** ہمارا مذہب ہے۔ اور آزادی ہمارا پیدائشی حق تھا جسے ہم نے حاصل کیا ہے۔ اب **پاکستان** ہمارا وطن عزیز ہے۔ ہمارے آقا محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے۔ **حبّ الوطن من الایمان** حُبِ وطن جزوِ ایمان ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے پیارے وطن سے محبّت ہے۔ اس محبت کا **تقاضا** یہ ہے کہ ہم اپنے ہم وطنوں سے محبّت کریں۔ وطن کی ہر چیز سے محبت کریں اور آپس میں اس طرح شیر و شکر رہیں کہ گویا ہم سب ماں جائے بھائی ہیں۔ وہ نئی برادری جو پاکستان قائم ہو جانے پر **ملّتِ اسلامیہ پاکستانیہ** کی شکل میں وجود میں آئی ہے وہ اُس برادری کا نمونہ ہے جو آج سے تیرہ سو سال قبل **مہاجرین و انصار** کی اخوت کی شکل میں **مدینہ منوّرہ** میں قائم ہوئی تھی۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم اسوۂ حسنہؐ اور اسوۂ صحابہؓ کا نمونہ اپنے سامنے رکھیں اور اپنے بھائیوں سے ایسی مروّت، محبّت، احسان، سلوک اور شفقت کا برتاؤ کریں جو ہمیں قرنِ اوّل کے پاکباز مسلمانوں کی زندگیوں میں نظر آتا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ ہم آزاد ہیں۔ ہم پر کسی غیر کا حکم نہیں چلتا۔ ہم خود اپنے حاکم ہیں۔ ہماری اپنی فوج ہے۔ ہمارا اپنا آئین ہے۔ ہماری اپنی مرضی سے ہمارے نمائندے منتخب ہوتے ہیں اور ہم چاہیں تو آئین کے اندر رہ کر ان کو بدل بھی سکتے ہیں ـــ یہ سب رعایتیں اس لئے حاصل ہیں کہ ہم آج کے دن آزاد ہوئے تھے۔

آزادی کی یاد میں جتنی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا جائے وہ کم ہے۔ مگر ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم مسلمان ہیں اور خوشی اور غمی کے اظہار کا وہی طریقہ ہمارے شایانِ شان ہے جو اسلام کے احکام کے مطابق ہو ـــ اسلام جہاں غم میں رضائے الٰہی پر راضی رہنے کی تلقین کرتا ہے، وہاں خوشی کے اظہار میں سنجیدگی، متانت اور وقار کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ ایسے مواقع ہمارے لئے قومی تقریبات کا درجہ رکھتے ہیں اور اسلامی تقریبات اصل میں **اسلامی اجتماعی اخلاق** کے مظاہرہ کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم **جشنِ آزادی** کے دن ایسا نمونہ پیش کریں جو شانِ اسلامی کو دوبالا کرے۔ ہمارے نعرے ایسے ہوں جن سے اللہ کی کبریائی، اسلام کی سربلندی اور وطنِ عزیز کی عزت قائم ہو۔ **ملّت** کے اتحاد کا مظاہرہ ہو۔ **قومی تنظیم** کی راہیں کشادہ ہوں۔ دشمنانِ اسلام کے دل دہل جائیں۔

جشنِ آزادی وطن کے غیر تکمیل شدہ قومی منصوبوں کے لئے ہمارے عوام کے دلوں میں حرارت، ارادوں میں برکت اور ہمتوں میں بلندی کا ذریعہ بن جائے۔ **قائدِ اعظمؒ** کے یادگار الفاظ **ایمان، اتحاد** اور **تنظیم** ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں اور آج کے دن اسی روشنی کو ہم نے اپنے راستے کی تاریکیوں کو **دُور کرنے** کے لئے اور زیادہ چمکانا ہے۔

پاکستان کو قائم ہوئے آج بارھواں سال شروع ہوتا ہے۔ **قوموں** کی زندگی میں یہ عرصہ کوئی بڑا طویل عرصہ نہیں۔ مگر سوچنے کی بات یہ ہے

ہم نے اپنی منزل تک پہنچنے کے لئے کتنا سفر طے کر لیا ہے، کن مشکلات پر عبور حاصل کیا ہے اور کن مسائل سے دوچار ہیں۔ خطۂ پاکستان صرف ایک زمین کا ٹکڑا نہیں بلکہ ایک نصب العین کو پورا کرنے کے لئے ایک نعمت ہے جو ہمیں اس لئے ملی ہے کہ ہم اپنی صلاحیتوں کو اپنے نصب العین کو پورا کرنے پر لگا دیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اگر تم شکر گزار ہو گے تو ہم نعمت کو یقیناً زیادہ کریں گے۔ ہمیں اللہ کی بارگاہ میں نذرانۂ تشکر پیش کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں پاکستان کی نعمت سے نوازا اور دس سال کے قلیل عرصہ میں زندگی کے کئی میدانوں میں ہمارے لئے ترقی اور کشادگی کی راہیں کھول دیں۔ پاکستان نے صنعت و حرفت اور تعلیم و اقتصاد کے کئی شعبوں میں قابل فخر ترقی کی ہے۔ تجارتی وسعت اور ترقی کرنے کے کئی ایسے مواقع ہم کو اب حاصل ہو گئے ہیں جن کا تقسیم برصغیر سے پہلے ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہمیں موجودہ صورت حال سے مطمئن ہو جانا چاہئے۔ نہیں — ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم یقیناً ان ہی کو راستہ دکھاتے ہیں (القرآن)

ہمیں آزادی کو ایک نعمتِ عظمیٰ تصور کرتے ہوئے اس کی حفاظت و نگہبانی کے لئے تن دہی، جانفشانی، نیک نیتی اور حسنِ عمل سے ہر وقت سرگرم کار رہنا چاہئے۔ ہمارے فرائض ہمارے لئے عبادت کا درجہ رکھتے ہیں اور آزادی کے تقاضے ان فرائض کو اور زیادہ مقدس بنا دیتے ہیں۔ دنیا میں اپنے حقوق کی حفاظت وہی لوگ کرتے ہیں جو فرائض کی ادائیگی سے غافل نہ ہوں۔ لہذا ہمارا فرض ہے کہ ہم خود اپنے اندر اپنے بھائیوں اور ہم وطنوں کے اندر توانائی، ہمت، جانبازی اور سرفروشی کے جذبات پیدا کریں۔ تاکہ اس آزمائش اور امتحان کے زمانہ میں جس سے ہم دوچار ہیں، کامیابی کے ساتھ گزر سکیں۔

جو کچھ آج ہم کرتے ہیں، ہماری آئندہ نسلیں اسی سے سبق لیں گی۔ اگر ہم کاہل، سست، نافرض شناس ہو گئے تو گویا کہ ہم نے آنے والی نسلوں کو غلط راستے پر ڈال دیا —— پس لازمی ہے کہ موجودہ نسل ایثار، قربانی، کفایت شعاری اور سخت جانی کو اپنا لائحہ عمل بنا لے۔ تاکہ آنے والی نسلیں زمانہ کی ان مشکلات کا مقابلہ کر سکیں جو یقیناً اسلامی نصب العین کے حاصل کرنے کے لئے ان کو درپیش ہوں گی۔ عزت کی زندگی اسی کا حصہ ہے، جو مشقت اور تکلیف کا مقابلہ کر سکے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ مَنْ طَلَبَ الْعُلٰى سَهِرَ اللَّيَالِي بلندیوں کے طالب راتوں کو جاگتے ہیں —— اور حالی کا قول ہے ؎

تن آسانیاں چاہیں اور آبرو بھی
وہ قوم آج ڈوبے گی جو کل نہ ڈوبی

حضرات! اس سال نئے انتخابات کا عام چرچا ہے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ انتخابات تمام مصیبتوں کو دور کر دیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ عام انتخابات سے ملک میں ایک تبدیلی کا امکان ہے اور صحت مند معاشرہ کے لئے ایسی تبدیلی ناگزیر ہوتی ہے مگر یاد رہے کہ حکومت صرف قوم کا ایک اجتماعی حاکمانہ نظام ہوتا ہے۔ جب تک کسی قوم کا کردار بلند نہ ہو، اس کے جذبات پاکیزہ، اس کے خیالات نیک اور اس کی امنگیں صالح نہ ہوں، وہ حکومت کی تبدیلی سے کوئی بڑا فائدہ نہیں حاصل کر سکتی۔ اس لئے اصل ضرورت یہ ہے کہ ہم اپنی قوم کے اجتماعی ذہن و فکر کو تبدیل کریں۔ ایمان و یقین کی وہ شمع اپنے اور اپنے بھائیوں کے دلوں میں روشن کریں جس کی روشنی اللہ کے نور سے مستعار ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ۔ اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے (القرآن) —— آج ہمیں اپنی اصلاح اور اپنے حالات کو سنوارنے کے لئے کسی نئی مصنوعی تحریک کی ضرورت نہیں —— ہمارے پاس قرآن عزیز کا نسخۂ کیمیا اور سرور کونین کا اسوۂ حسنہ موجود ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا۔ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّتِي۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور سنت رسول۔

یہ دو عظیم چیزیں ہم کو دنیا کی تمام چیزوں سے بے نیاز کر دیتی ہیں —— ہمیں روزانہ ان ہدایت کی روشن قندیلوں سے اپنی گمراہیوں، غفلتوں اور کوتاہیوں کی تاریکیوں کو دور کرنا چاہئے اور آہستہ آہستہ بحیثیت ملت پاکستانیہ اپنے آپ کو اس منصب کے لئے تیار کرنا چاہئے، جو قیام پاکستان کے بعد ہمارے لئے بحیثیت امت مسلمہ تجویز کر دیا گیا ہے۔

ہر تبدیلی اور ہر اصلاح حال کے لئے ارادہ اور عمل انسان کے اختیار سے طے پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ وہ ان ہی لوگوں کی دستگیری کرتا ہے، جو خود قدم اٹھا لیتے ہیں۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

نئے سال کا لائحہ عمل۔ آخر میں ضروری ہے کہ آج کے دن ہم اپنے سامنے ایک لائحہ عمل رکھیں اور گذشتہ گیارہ سال کی جدوجہد کی روشنی میں از سر نو اپنی ہمت اور ارادوں کو صحیح سوچ بچار اور نتیجہ خیز عمل کے لئے تیار کر لیں —— ہمارا لائحہ عمل ایسے خطوط پر مرتب ہونا چاہئے جو ہمارے عوام اور غریب پاکستانیوں کی امیدوں کا سہارا بن سکے۔ اصلاح حال کے خطوط یہ ہو سکتے ہیں۔

۱۔ مسلمان قوم جذباتی مشہور ہے اس لئے جوش جذبات میں ۱۰۔۱۱ سال تک جو کچھ ہم نے سوچا یا کیا۔ اس کی بجائے بھڑک سے اڑ جانے والے جذبات سے الگ ہو کر ٹھنڈے دل سے تمام حالات کا جائزہ لیا جائے اور مختلف اسباب و وجوہ کا صحیح صحیح تجزیہ کر کے جو جو غلطیاں ہم سے سرزد ہوئی ہیں، ان کا کھلے دل سے اعتراف کیا جائے اور ان کو آئندہ اصلاح کا ذریعہ بنایا جائے۔

۲۔ اس خطۂ زمین کی (جسے ۲ سو سال کے بعد بڑی قربانیوں کے بعد اللہ کی رحمت نے ہمیں عطا کیا ہے) ہر طرح حفاظت اور استحکام کی کوشش کی جائے۔ اور ان تمام سازشوں اور چالوں سے اپنے عزیز ہم وطنوں کو بچایا جائے، جس کا شکار ہو کر وہ تعمیری کاموں کی بجائے تخریب یا بازی کا شکار ہو سکتے ہیں۔

۳۔ وہ گروہ جو نالائق اور بددیانت ہیں۔ خواہ وہ کہیں ہوں ان کو ان کی صحیح قدر و قیمت کا آئینہ دکھا کر ان کے اصلی مقام تک لوٹا دینے کا انتظام کیا جائے اور نوجوان طبقہ کی صحیح تربیت اور اخلاقی قدروں کی اہمیت واضح کر کے سب میں احساس ذمہ داری بیدار کیا جائے۔

۴۔ ۱۰ سال میں جن آزمائشوں اور مصیبتوں نے ملت کی اقتصادی حالت کو پست کر دیا ہے، ان کا جائزہ لے کر اس کمی کو پورا کرنے کا سامان پیدا کیا جائے۔

۵۔ عوام کے معیار زندگی کو بلند کیا جائے۔ تمام ملک کی معاشی زندگی کا جائزہ لے کر ایسا لائحہ عمل مرتب کیا جائے جس سے ہر ایک کی زندگی کا سکون بہتر ہو سکے۔

۶۔ ملک میں دیسی مصنوعات کے استعمال کی تحریک چلائی جائے اور اس کی پہل خود ارباب حکومت کی طرف سے ہو۔

۷۔ مسئلہ کشمیر، نہری پانی کا مسئلہ، غلہ و اشیائے صرف کی گرانی، بیرونی امداد، اندرونی بے چینی اور عوام کی پریشانیوں سے پیدا شدہ صورت حال کو حل کرنے کی کوشش کی جائے اور ارباب حکومت پر واضح کیا جائے کہ وہ اپنا نصب العین چند روزہ حکومت کی تسکین کی بجائے فریضۂ خدمت کی ادائیگی قرار دیں اور عوام کو [illegible] وہ اپنے

حقوق کے مطالبہ کے ساتھ ساتھ اس حقیقت کو فراموش نہ کریں کہ اُن کے صرف حقوق ہی نہیں بلکہ کچھ فرائض بھی ہیں اور حقوق اسی کو حاصل ہوتے ہیں جو اپنے فرائض کو بطریقِ احسن بجالاتا ہے۔

۸۔ جو خطرہ اس وقت مسلمانانِ عالم کے سر پر الجزائر، مراکش، مشرقِ وسطیٰ اور کشمیر ہر جگہ منڈلا رہا ہے اس کی مدافعت کے لئے پوری کی پوری ملّت کو تیار کیا جائے۔

۹۔ ان تمام کوششوں کا ماحصل یہ ہو کہ جس غرض کے لئے اللہ کی رحمت نے خطۂ پاکستان ہمیں عنایت فرمایا۔ ہم اس غرض کو بطرزِ احسن پورا کریں اور وہ غرض اس کے سوا کچھ نہیں کہ ——

اس خطۂ زمین میں بسنے والے تمام مسلمان
دنیا کی غیر فطری غلامی کی زنجیروں کو توڑ
کر فقط ایک اللہ کا محکوم ہو کر زندگی بسر
کریں اور اس طرح پھر اس آئین کو تازہ
کر دیں جسے ایک بار چشمِ فلک نے دیکھا
ہے اور اسے دوبارہ دیکھنے کے لئے
آج تک سرگرداں ہے ——

آج کا دن محاسبۂ نفس، عزمِ محکم اور عملِ پیہم کے لئے ایک یاد نو ہے۔ ہم اللہ کی بارگاہ میں سر بسجود ہو کر دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی مشیت کو پورا کرنے کی ہمت سے نوازے —— نئے افکار۔ نئی زندگی اور نئی اُمنگیں ہمارے لئے راستہ کی جگمگاتی مشعلیں ہوں اور ہم اپنی منزل سے ہم کنار ہو سکیں۔

ہم اللہ سے اس توفیق کے طالب ہیں جو مومنوں کے لئے اس کی رحمت کا خاص نمونہ ہے۔ قرآن عزیز کی یہ آیت ہمارے لئے بشارت اور اطمینانِ قلب کا سہارا ہے۔ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ —— اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ جو لوگ اس رسولؐ کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے پر ایمان لائے اور اُن کی حمایت کی اور ان کو مدد دی اور بعینہٖ راہِ ہدایت انہوں نے اس نورِ عظیم (قرآن) کے ذریعہ دکھلائی جو ان کے ساتھ اُترا۔ یا جو اُن کے قلب میں تھا اور اس کی متابعت کرتے رہے تو وہ کامیاب ہوں گے۔ (۱۷:۵۷)

خدایا!

تو ہماری منزلیں آسان فرما اور ہمیں آج کے دن اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے، اپنی خامیوں کو دُور کرنے اور اپنے قومی منصب سے آگہی کے بعد کامیابی سے سرفراز ہونے کی توفیق دے ——

آمین!

پاکستان پائندہ باد

بقیہ جمہورِ استقلال صفحہ ۳ سے آگے

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان دُنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اسلامی دُنیا میں اس کا وقار بلند ہوتا۔ اسلام اور مسلمانوں کی سرفرازی اس کا نصب العین ہوتا۔ لیکن ہماری غلط خارجہ پالیسی نے ہمارے وقار کو نہ صرف اسلامی ممالک بلکہ ساری دنیا میں ختم کر دیا ہے۔ آج پوری عرب آبادی پاکستان سے کوسوں دُور ہو گئی ہے۔ قارئین کرام کو یاد ہو گا کہ برصغیرِ ہندوستان کی تاریخ آزادی میں ایک وقت ایسا بھی آچکا ہے۔ جب بعض ہندو رہنما، پان اسلام ازم کے ڈر سے ہندوستان کی مکمل آزادی کی مخالفت کرنے لگے تھے۔ ان کو خطرہ تھا کہ انگریز کے رُخصت ہو جانے کے بعد کوئی اسلامی ملک دوبارہ ہندوستان پر قبضہ نہ جما لے۔ لیکن ہماری غلط خارجہ پالیسی سے ہندو فائدہ اُٹھا رہا ہے۔ پہلے ہمارے تعلقات اپنے ہمسایہ مُلک افغانستان سے خراب ہُوئے۔ الحمدللہ اب افغانستان سے تو ہمارے تعلقات درست ہوچکے ہیں۔ لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اب عرب اقوام سے ہمارے تعلقات بگڑ گئے ہیں۔ اور وہ ہم سے دُور ہو کر ہندوستان کی لادینی حکومت سے زیادہ قریب ہو گئے ہیں۔ ہندوستان کا سکّہ عرب ممالک میں ہمارے سکّہ سے زیادہ قیمت پاتا ہے۔ اس کی تجارت کو وہاں زیادہ فروغ حاصل ہے۔ جن حلیفوں کی خاطر ہم نے عرب قوم کی دُشمنی مول لی ہے۔ اگر وہ ہمارے مسائل حل کرنے میں آڑے وقت میں ہماری امداد کرتے تو بھی ہم اپنی خارجہ پالیسی کو حق بجانب کہہ سکتے تھے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان حلیفوں کی دورُخی پالیسی نے کشمیر اور نہری پانی کے مسائل کو اور زیادہ اُلجھا دیا ہے۔ اور یہ دونوں ہمارے لئے موت و حیات کے مسائل ہیں۔

جیسا کہ ہم اُوپر عرض کر چکے ہیں کہ پاکستان میں چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ عوام اور حکام سب اسلام سے دُور ہوچکے ہیں۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللہ۔ ہماری بداعمالی کے باعث اللہ تعالےٰ ہم سے ناراض ہوچکے ہیں۔ ان کی ناراضگی کا اظہار آئے دن سیلاب۔ قحط سالی اور وبائی امراض کی شکل میں ہوتا رہتا ہے۔ اس گھٹاٹوپ اندھیرے میں ایک امید کی کرن نظر آرہی ہے۔ جو ہماری ڈھارس بندھا رہی ہے۔ وہ ہے آئین میں کتاب و سُنّت کے قانون کے اجرا کا ذکر۔ اگر موجودہ برسرِ اقتدار طبقہ کتاب و سُنّت کے قانون کا اجرا نہیں کرنا چاہتا تو ممکن ہے کہ کل اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کو برسرِ اقتدار لے آئے جو اس قانون کے اجرا کے حامی ہوں۔ پاکستان پائندہ باد

بقیہ ۔ حلقۂ احباب صفحہ ۱۵ سے آگے)

پیدا کرنے کے لئے ہم کو مذہبِ اسلام کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے کیونکہ بانیٔ اسلامؐ کی پُر حکمت زندگی خاکروب سے لے کر کجکلاہِ سلطنت تک کے لئے مشعلِ ہدایت کا کام دے سکتی ہے۔ اسلام دنیا میں صرف اعتقادات اور عبادات کے چند ڈھنگ پیش کرنے کے لئے ہی نہیں آیا۔ بلکہ اس کا پیغام زندگی کے ہر تاریک گوشہ کو منوّر کرنے کے لئے ہے۔

جاوید۔ مولوی صاحب! جوش میں نہ آئیے! بھلا ایک مولوی کو سیاست سے کیا واسطہ ہو سکتا ہے؟

مسعود۔ سچ ہے۔ مُلّا لوگ سیاسی امور سے بالکل نابلد ہوتے ہیں۔ کیونکہ اُن کا سارا ماحول مذہبی ہوتا ہے۔

عبدالرشید۔ ممکن ہے بعض مولویوں کو مذہب کے ابتدائی اصولوں سے بھی واقفیت نہیں ہوتی۔

اختر۔ مذہب کی واقفیت ہو یا نہ ہو۔ سیاست کی تو ضرور واقفیت تامہ ہوتی ہے۔

عبدالرشید (مسکرا کر) معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک مذہب اور سیاست دو جُداگانہ چیزیں ہیں۔

جاوید ۔ اچھا آپ سیاست اور مذہب کو ایک ہی چیز سمجھتے ہیں۔ اگر آپ ان دونوں کو ایک ہی ثابت کر دیں۔ تو پھر تو مذہب کو بھی غیرضروری نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن حقیقت ہے۔ مذہب کو سیاست میں کوئی دخل نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس طرح سے دنیا کے کاروبار چل سکتے ہیں۔

باقی باقی

بچوں کا صفحہ

صدقہ وخیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا

حاجی جمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن

پیارے بچو!

ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ صدقہ کرنا مال کو کم نہیں کرتا اور کسی خطاوار کے قصور کو معاف کر دینا معاف کرنے والے کی عزت ہی کو بڑھاتا ہے۔ اور جو شخص اللہ کی رضا کی خاطر تواضع اختیار کرتا ہے۔ تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کو رفعت اور بلندی عطا کرتے ہیں۔

اس حدیث پاک میں تین مضمون وارد ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ صدقہ دینے سے ظاہر کے اعتبار سے اگرچہ مال میں کمی معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقتاً مال میں اس سے کمی نہیں ہوتی بلکہ اس کا بدلہ اور نعم البدل آخرت میں تو ملتا ہی ہے۔ مگر دنیا میں بھی اکثر اس کا بدل ملتا ہے۔ حضرت ابو کبشہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تین چیزیں قسم کھا کر بیان کرتا ہوں۔ اور اس کے بعد ایک بات خاص طور سے تمہیں بتاؤں گا۔ اس کو اچھی طرح سے محفوظ رکھنا۔ وہ تین باتیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں۔ ان میں سے اول تو یہ ہے۔ کہ کسی بندہ کا مال صدقہ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔ اور دوسری یہ ہے۔ کہ جس شخص پر ظلم کیا جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس صبر کی وجہ سے اس کی عزت بڑھاتے ہیں اور تیسری یہ ہے۔ کہ جو شخص لوگوں کے مانگنے کا دروازہ کھولے گا۔ تو خدا تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھولتے ہیں۔ ان تین کے بعد ایک بات تمہیں بتاتا ہوں۔ اس کو محفوظ رکھو۔ وہ یہ ہے۔ کہ دنیا میں چار قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ ایک وہ جس کو حق تعالیٰ شانہٗ نے علم بھی عطا فرمایا ہو اور مال بھی دیا ہو وہ (اپنے علم کی وجہ سے) اپنے مال میں اللہ سے ڈرتا ہے (کہ اس کی خلاف مرضی خرچ نہیں کرتا بلکہ) صلہ رحمی کرتا ہے۔ اور اللہ کے لئے اس مال میں نیک عمل کرتا ہے۔ اس کے حقوق ادا کرتا ہے یہ شخص سب سے اونچے درجوں میں ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے۔ جس کو اللہ نے علم عطا فرمایا اور مال نہیں دیا اس کی نیت سچی ہے۔ وہ تمنا کرتا ہے۔ کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں کی طرح سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتا۔ تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی نیت کی وجہ سے اس کو بھی وہی ثواب دیتا ہے جو پہلے کا ہے۔ اور یہ دونوں ثواب میں برابر ہو جاتے ہیں۔ تیسرے وہ شخص ہے جس کو اللہ نے مال عطا کیا مگر علم نہیں دیا وہ اپنے مال میں گڑبڑ کرتا ہے۔ (بے محل لہو و لعب اور شہوتوں میں خرچ کرتا ہے۔) نہ اس مال میں اللہ کا خوف کرتا ہے۔ نہ صلہ رحمی کرتا ہے۔ نہ حق کے موافق خرچ کرتا ہے۔ یہ شخص (قیامت میں) خبیث ترین درجہ میں ہوگا۔ چوتھا وہ شخص ہے جسکو اللہ نے نہ مال عطا کیا نہ علم دیا وہ تمنا کرتا ہے۔ کہ اگر میرے پاس مال ہو تو میں بھی فلاں (یعنی نمبر ۳) کی طرح خرچ کروں تو اس کو اس کی نیت کا گناہ ہوگا۔ اور وہ وبال میں یہ اور نمبر ۳ برابر ہو جائیں گے۔

(مشکوۃ براویتہ الترمذی وقال حدیث صحیح) حضرت ابن عباسؓ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ صدقہ کرنا مال کو کم نہیں کرتا اور جب کوئی شخص مال کو صدقہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے۔ تو وہ مال فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے خدا کے پاک ہاتھ میں جاتا ہے۔ (یعنی قبول ہوتا ہے) اور جو شخص اسی حالت میں دست سوال بڑھاتا ہے۔ کہ بغیر سوال کے اس کا کام چل جاتا ہو تو حق تعالیٰ شانہٗ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ حضرت قیس بن سلع انصاری فرماتے ہیں کہ میرے بھائیوں نے حضورؐ سے میری شکایت کی کہ یہ بہت اسراف کرتا ہے۔ اور اپنے مال کو بے جا صرف کرتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں باغ میں سے اپنا حصہ لے لیتا ہوں اور اللہ کے راستے میں بھی خرچ کرتا ہوں۔ اور جو مجھ سے ملنے آتے ہیں۔ ان کو بھی کھلاتا ہوں۔ حضورؐ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر تین بار فرمایا کہ خرچ کیا کر اللہ جل شانہٗ تجھ پر خرچ فرمائیں گے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد میں ایک سفر جہاد میں چلا تو میرے پاس سواری بھی اپنی تھی اور اپنے گھر والوں سے زیادہ ثروت مجھے حاصل تھی۔ یعنی جو لوگ بڑی احتیاط کے ساتھ خرچ کرتے تھے ان کے پاس اتنا نہ تھا جتنا مجھ سے بے دریغ خرچ کرنے والے کے پاس تھا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو قبل اس کے کہ تمہیں موت آ جائے اور نیک کاموں میں جلدی کرو۔ اس سے پہلے کہ تم اِدھر اُدھر مشغول ہو جاؤ اور اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلقات کو جوڑ لو اس کا ذکر کثرت سے کرکے اور مخفی اور علانیہ صدقہ بہت کثرت سے دے کر کہ اس کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جائے گا۔ تمہاری مدد کی جائے گی۔ تمہارے نقصان کی تلافی کی جائے گی۔

ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ صدقہ کے ذریعہ رزق پر مدد چاہو۔ دوسری حدیث میں آیا ہے۔ کہ صدقہ سے مال میں زیادتی ہوتی ہے۔ حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف کہتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ہیں۔ قسم ہے۔ اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ کہ میں ان چیزوں پر قسم کھاتا ہوں اول یہ کہ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔ اس لئے خوب صدقہ کیا کرو۔ دوسرے یہ کہ جس بندے پر کوئی ظلم کیا جائے۔ اور وہ اس کو معاف کر دے تو حق تعالیٰ شانہٗ قیامت میں اس کی عزت بڑھاتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے۔ کہ نہیں کھولتا کوئی بندہ سوال کے دروازے کو مگر حق تعالیٰ شانہٗ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

حضرت ابو سلمہؓ سے بھی حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا کہ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔ پس صدقہ کیا کرو۔ کم نہ ہونے کا مطلب بظاہر یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل بہت جلد عطا فرماتے ہیں۔

حضورؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص بہتر طریقہ جاری کرے اس کو اس کا بھی ثواب ہے۔ اور جو اس پر عمل کریں گے ان کا بھی ثواب اس کو ہوگا۔ اس طرح پر کہ عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

ایڈیٹر
عبد المنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ:- بارہ روپے ۔ ششماہی: سات روپے
سہ ماہی:- تین روپے ۸ آنے

شرح اشتہارات
آخری صفحہ ۴ روپے فی انچ سنگل کالم
اندرون ۳ روپے 〃 〃 〃

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

یہ نعمت پھر نہیں ملے گی ....

دکان نمبر ۸۳۹ ڈی
منڈی - لاہور

جب تک اُردو زبان زندہ ہے جب تک مسلمانوں میں قرآن کریم سے والہانہ شغف اور عقیدت موجود ہے جب تک فہم قرآن اور تلاوت قرآن کا جذبہ مسلمانوں میں موجود ہے اس وقت تک

شیخ الہند مولینا محمود الحسن رحؒ کے بے مثل ترجمۂ قرآن اور شیخ الاسلام مولینا شبیر احمد صاحب عثمانی رحؒ کے تکملہ و تفسیر

سے افادہ اور استفادہ کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔ اُردو زبان میں قرآن حکیم سے متعدد ترجمے اور تفسیری حاشیے موجود ہیں ان کی افادیت اور معنویت بھی اپنی جگہ مسلم ہے۔ لیکن **شیخ الہند اور شیخ الاسلام** کے ترجمہ و تفسیر کی بات ہی اور ہے۔ اس کی روانگی اور شگفتگی، اس کی نزاکت بیان، صحت بیان، نکتہ سنجیاں، معنی آفرینیاں، حل مشکلات الفاظ و ترکیب کی گرہ کشائیاں سلف کے نکات و معارف آئمہ تفسیر و کلام اور آئمہ فقہ و حدیث کے حقائق و فوائد

**یوں سمجھئے کہ علم و معرفت کا ایک سمندر ہے
جو کوزہ میں بند ہو کر سامنے آگیا ہے**

عامی ہو یا عالم، حکیم ہو یا فلسفی، مناظر ہو یا محقق بقدر ظرف و استعداد سب کے لئے اسمیں سرمایہ فہم و معرفت موجود ہے۔

تاج کمپنی نے شیخ الہند اور شیخ الاسلام کے اس ترجمہ و تفسیر کو اپنے تمام وسائل و ذرائع صرف کر کے پانی کی طرح روپیہ بہا کر ایک نادر اور بے بہا نعمت مسلمانوں کے لئے مہیا کی ہے۔ اس کی کتابت، طباعت بلاک، کاغذ، جلد ہر چیز معیاری ہے۔ تاج کمپنی نے ایشیا میں حسنِ طباعت کا نہایت بلند معیار قائم کیا ہے۔ اور اس قرآن کی طباعت میں

یہ معیار عروج پر نظر آتا ہے

نمونہ کے صفحات صرف ایک کارڈ لکھ کر مفت منگوائیے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ یہ نعمت و برکت آپ کے گھر میں ہونی چاہیئے یا نہیں۔

تاج کمپنی لمیٹڈ پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔